File H:\border02.WMF not found.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیم الایمان

بچوں کو
شرک سمجھانے کا طریقہ

(صفاتِ الٰہی "اَلْاَحَدُ" اور "اَلْوَاحِدُ" پر غور وفکر)

تصنیف: عبداللہ صدیقی

ریسرچ اسکالر آف ایمانیات

زیر سرپرستی: مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

استاذِ حدیث وفقہ دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد

ناشر: عظیم بک ڈپو

دیوبند، یوپی، پن کوڈ:247554

09760704598, 09997177817

حق طباعت غیر محفوظ
(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب: بچوں کوشرک سمجھانے کا طریقہ
صفاتِ الٰہی "اَلْاَحَدُ" اور "اَلْوَاحِدُ" پر غور وفکر

تصنیف: عبداللہ صدیقی

زیر سر پرستی: مولانا محمد سراج الہدی ندوی ازہری

سن طباعت: 2013

تعداد: 500

کمپوزنگ: سید عبدالحمید قاسمی

ناشر: عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی، پن نمبر:247554
09760704598, 09997177817

اجمالی فہرست مضامین

شمار	صفحہ	شمار	صفحہ
شرک کسے کہتے ہیں	۴	درگاہوں پر مصیبت سے نجات کی دُعا	۳۵
غیر مسلم اللہ کو مانتے پہچانتے ہیں	۵	مخلوق کو ہر جگہ دیکھنے، سننے والا سمجھنا	۳۷
مسلمان بھی اللہ کو مانتے مگر پہچانتے نہیں	۶	کائنات کے انتظام، بزرگوں کے تحت خیال کرنا	۳۹
گندگی چاہے کہیں بھی ہو گندگی ہے	۷	(۳) اللہ کے حقوق میں شرک	۳۹
مشرکوں کے اعمال کا جواب مشرکانہ اعمال سے دیا جاتا ہے	۹	مخلوق سے منتیں مانگنا	۴۲
اللہ کے ساتھ چار طرح سے شرک	۱۰	باپ دادا کی اندھی تقلید	۴۲
(۱) اللہ کی ذات میں شرک	۱۱	واسطہ اور وسیلے کا عقیدہ	۴۳
صفات اَلْوَاحِدُ اور اَلْاَحَدُ	۱۲	(۴) اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شرک	۴۶
اللہ مخلوقات کی طرح مرکب اور مجموعہ نہیں	۱۳	اسلام شرک کو ظلم عظیم کہا ہے	۴۹
اللہ کے ساتھ اہل وعیال کا عقیدہ شرک ہے	۱۶	شرک مکڑی کا جالا	۵۰
اللہ کے ساتھ اوتار کا عقیدہ شرک ہے	۲۰	کائنات میں غور وفکر سے شرک دور ہوتا ہے	۵۱
کئی خداؤں کو ماننا شرک ہے	۲۲	انسانوں کو جوڑنے کا واحد طریقہ ایمان ہے	۵۲
ہر چیز میں خدا یا خدا کی تجلی ماننا شرک ہے	۲۴	کلمہ طیبہ سے مسلمان میں جان پیدا ہوتی ہے	۵۵
اللہ کو نور ماننا ذات میں شرک	۲۵	ایمان کو جانچنے کا طریقہ	۵۶
(۲) اللہ کی صفات میں شرک	۲۸	ایمان کا سب سے بڑا تقاضا	۵۹
صحیح تعارف نہ ہو تو غلط تصور پیدا ہوتا ہے	۲۹	ایمان کا دوسرا بڑا تقاضا	۶۰
مختلف درگاہوں پر تصور	۳۱	رسول اللہ کی محبت کے بغیر ایمان معتبر نہیں	۶۲
بزرگوں سے اولاد، صحت مانگنا	۳۲	شرک کی تفصیل ذہن میں بٹھانے والے سوالات	۶۴
علموں، چھلوں،، قبروں سے شفا مانگنا	۳۴		

شرک کا مختصر بیان

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌo اللّٰهُ الصَّمَدُ oلَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡo وَلَمۡ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌo (سورۂ اخلاص)

ترجمہ: اے پیغمبر! کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی (کوئی) اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

وَإِلَـٰهُكُمۡ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحۡمَـٰنُ الرَّحِيمُ (البقرۃ:۱۶۳)

تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس رحمٰن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔

توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات میں ایک اور اکیلا ماننا اور اُسی کی عبادت واطاعت کرنا۔

شرک کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات یا صفات میں دوسروں کو شریک کرنا اور کسی کو بھی اللہ جیسا سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔

جو انسان شرک کرتا ہے، اس کو مشرک کہتے ہیں، شرک کرنا سب سے بڑا گناہ ہے، جس کو گناہِ کبیرہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور احادیث رسول کے ذریعہ یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے گناہ معاف کردے گا؛ مگر شرک کو معاف نہیں کرے گا، شرک کرنے والے انسان کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا؛ اس کو آگ کے عذاب سے کبھی چھٹکارا نہیں ملے گا؛ اس لیے ضروری ہے کہ شرک کو مکمل سمجھا جائے، جب تک شرک کی مکمل نفی نہ کی جائے توحید حاصل نہیں ہوتی؛ اگر شرک سے صحیح واقفیت نہ ہوگی تو انسان لاعلمی یا غلطی یا بے شعوری اور انجانے پن میں، عقائد میں، اعمال میں، گفتگو میں اور جذبات وخواہشات میں شرک کر بیٹھے گا۔

دنیا کی دوسری قومیں اللہ کو مانتی تو ہیں مگر پہچانتی نہیں

دنیا کی دوسری تمام قومیں تقریباً اللہ کے وجود کو مانتی تو ضرور ہیں اور وہ اللہ کو کسی نہ کسی نام سے اپنی اپنی زبانوں میں بڑا خدا سمجھتی ہیں، اللہ کا انکار بہت کم لوگ کرتے ہیں؛ مگر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں سب سے بڑا اختلاف اس کو ایک اور اکیلا ماننے میں ہے، سوائے مسلمانوں کے دنیا کی دوسری قومیں اللہ کو مانتے ہوئے اللہ کی ذات اور صفات اور حقوق واختیارات میں شرک کرتی ہیں اور مخلوقات کو بھی اللہ جیسی طاقت وقدرت والا سمجھتی ہیں، ہر زمانے میں انسانوں کی بڑی تعداد اللہ کو ایک اور اکیلا نہیں مانتی تھی۔

- مشرکینِ مکہ باوجود بیت اللہ کو اللہ کا گھر ماننے، پیدائش وموت، دن ورات اور آسمان وزمین سے رزق دینے، کانوں اور آنکھوں پر اختیار، بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کی قدرت اللہ کو ہونے کا عقیدہ رکھنے کے باوجود ۳۶۵/ بت مختلف کاموں کے کعبۃ اللہ میں رکھ دیئے تھے۔
- مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور اکیلے اللہ کو ماننے اور اُسی کی عبادت کرنے کی دعوت پر اہلِ کتاب کے سکھانے کی وجہ سے رسول اللہؐ سے سوالات کئے تھے کہ تم جس اللہ کی دعوت دے رہے ہو اس کا حسب ونسب کیا ہے؟ اس کی جنس کیا ہے؟ اس کا خاندان اور کنبہ کیا ہے؟ وہ کس چیز سے بنا ہے؟ وہ چمڑے کا ہے یا پتھر کا ہے؟ یا دھات کا ہے یا لکڑی کا ہے یا مٹی کا ہے؟ اس کو کائنات کی حکومت کس نے عطا کی؟ اس کے بعد اس دنیا کا وارث کون بنے گا؟ چنانچہ گمراہ انسانوں کے پورے سوالات جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے ذہنوں میں پیدا ہوسکتے ہیں، ان کے جوابات سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کے مکمل تعارف کے ساتھ دے دیئے گئے، یہ پوری سورت توحید الٰہی کا خالص سبق دیتی اور اللہ تعالیٰ کا مکمل اور صحیح پہچان کرواتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی توحید سے صحیح واقف نہیں

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ (سورۂ یوسف:۱۰۶)

ترجمہ: اکثر اللہ کو ماننے والے اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھراتے ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد جو تقلیدی ایمان، بے شعوری والا ایمان، قانونی اور فقہی ایمان، نسلی اور خاندانی ایمان رکھتی ہے وہ بھی توحید سے صحیح واقف ہی نہیں، ان کو شرک کی تفصیل ہی نہیں معلوم، وہ ہر روز نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ذریعہ **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِين**(الفاتحہ:۴) کے ذریعہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، کہہ کر شرک سے انکار اور توحید کا اقرار کرتے ہیں؛ مگر نماز سے باہر کی زندگی میں غیر شعوری طور پر شرک کرتے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ غیر مسلموں کی طرح اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کئے بغیر اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور غیر مسلموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو اس کے حقوق، اختیارات اور صفات میں شریک کرتے ہیں، مسلمانوں کا اس طرح ماننا ایمان نہیں کہلاتا، اسلام نے قیامت تک آنے والے انسانوں کو چاہے وہ مسلمان ہوں، یہودی ہوں، عیسائی ہوں، کوئی بھی ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم جیسا خالص ایمان لانے کی شرط رکھی ہے؛ وہی خالص ایمان ہے اور انہی کی طرح اعمال اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے، اسلام نے یہود ونصاریٰ اور منافقین کے ایمان کو رد کر دیا اور ان کو صحابہ جیسا خالص اور ملاوٹ سے پاک ایمان لانے کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کئے بغیر ماننے کا نام ایمان نہیں اور صرف مان کر کسی نہ کسی نام سے یاد کر لینے کا نام ایمان نہیں؛ بلکہ وحیٔ الٰہی کے ذریعہ صحیح پہچان حاصل کر کے ماننا ایمان ہے۔

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی کثیر تعداد کلمہ پڑھ کر ایمان کا دعویٰ کر کے علم، جھنڈا، تعزیہ، درگاہ پرستی، قبر پرستی، وطن پرستی، قوم پرستی، قبیلہ پرستی، مرشد پرستی، نفس پرستی میں مبتلا ہے، خدائی قانون کی جگہ انسانی قانون کے ساتھ زندگی گذار رہی ہے، اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں اور دوسری مخلوقات کو دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مخلوق کی محبت، ڈر، خوف

رکھتے ہیں، یہ حقیقی اور شعوری ایمان نہیں اللہ تعالیٰ کو ایسا ایمان مطلوب نہیں۔

گندگی اور غلاظت چاہے کہیں بھی ہو گندگی اور غلاظت ہی رہے گی

یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کو مانتے، فرشتوں کو مانتے، رسالت کو مانتے، آخرت اور کتابوں کو مانتے؛ مگر جس چیز نے اہلِ کتاب کو شرک میں مبتلا کیا، منافقین کو شرک میں گرفتار کیا اور مشرکینِ مکہ شرک میں گرفتار رہے؛ وہی چیز اگر مسلمانوں میں آجائے تو کیا توحید بن جائے گی اور کیا مسلمان ایمان والے کہلائیں گے؟ جو چیزیں دوسری قوموں میں شرک ہیں اور جن کی بنیاد پر دوسری قوموں کو مشرک اور کافر کہا گیا وہ شرک ہی رہیں گی، توحید نہیں بن سکتیں، گندگی اور غلاظت اگر صاف کپڑے پر ہو یا سونا چاندی پر ہو یا ٹھیکری پر ہو گندگی ہی کہلائے گی، غیر مسلموں کے سارے شرک کی تمام قسمیں مسلمانوں میں بھی آچکی ہیں؛ مگر ان کو اپنے اس شرک کا احساس ہی نہیں؛ البتہ ان کی شکلیں بدل چکی ہیں۔

- غیر مسلم بت لے کر چلتے ہیں اور مسلمان جھنڈا، علم، تعزیہ لے کر چلتے ہیں۔
- وہ بتوں، دیوی دیوتاؤں کے وسیلے سے خدا تک جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو مسلمان بھی ولیوں اور بزرگوں کے واسطے اور وسیلے سے خدا کے پاس جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔
- غیر مسلم بتوں، دیوی دیوتاؤں پر پھول اور بکرے کاٹ کر چڑھاوے چڑھاتے تو اکثر مسلمان بھی علموں، جھنڈوں، چھلوں اور درگاہوں پر چڑھاوے چڑھاتے، کھوپرا اور ناریل کی گود بناتے اور ولیوں کی قبروں پر بکرے کاٹتے اور پھولوں کے ہار اور چادریں چڑھا کر بے شعوری کے ساتھ پرستش کرتے ہیں۔
- غیر مسلم بتوں اور ان کی عبادت گاہوں کے اطراف طواف کرتے، سجدے کرتے، منتیں مرادیں مانگتے تو مسلمان بھی ولیوں اور بزرگوں کی قبروں کا طواف کرتے، سجدے کرتے اور وہاں منتیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔
- غیر مسلم اپنے پیشواؤں کی اندھی تقلید کرتے اور ان کی گمراہ باتوں کو مذہب سمجھ کر رسمیں ادا کرتے ہیں، مسلمان بھی اپنے گمراہ علما کی باتوں پر قرآن وحدیث کے

خلاف چلتے اوران کی ترغیبات پر مختلف بدعات، خرافات کی رسمیں ادا کر کے اس کو دین سمجھتے ہیں اور اپنے عقیدت والے علما کو رب بنا کر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیتے ہیں؛ چنانچہ اپنے گمراہ علما کی ترغیبات پر گیارہویں، بارہویں، چھلہ، زیارت، چہلم، برسی، صندل، عرس، قوالی، طواف، چڑھاوے اور وسیلہ کو اختیار کر کے سنتوں کی جگہ بدعات اور توحید کی جگہ شرک اور اسلام کے احکام کی جگہ جاہلانہ رسم ورواج کو عام کر کے اس طرح انہوں نے اپنے علما کو رب بنالیا۔

- غیر مسلم بتوں کو مدد کے لیےاوران کی بڑائی بیان کرنے کے لیےان کو پکارتے ہیں،تو مسلمان بھی ولیوں کو مدد کے لیے پکارتے اوران کی بڑائی کا اعلان کرتے ہیں۔
- غیر مسلم دیوی دیوتاؤں کوخدا کے پاس سفارش کرنے والا اور پہنچانے والا سمجھتے ہیں،مسلمان بھی ولیوں اور بزرگوں کوخدا کے پاس سفارشی اور پہنچانے والا سمجھتے ہیں۔
- مسلمان ہر قسم کی بداعمالیاں کر کے یہود کی طرح شفاعت کا مشرکانہ تصور رکھتے کہ ہمارے بزرگ ہماری شفاعت کریں گے، ہم فلاں پیراور بزرگ کی اولاد ہیں یہود کی طرح اپنے آپ کو جنتی سمجھتے اور دوسروں کو دوزخی خیال کرتے ہیں، یہود کی طرح نافرمانی، بغاوت، شرک وبدعات، فسق وفجور میں مبتلا رہ کر گمراہ عقائد کے ساتھ زندگی گذارتے ہوئے خیالی جنت میں رہتے اور جنت کا خود کو ٹھیکے دار سمجھ کر دوسروں کو کافر، مشرک اور دوزخی سمجھتے ہیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُواْ بِالأَزْلاَمِ. (المائدۃ:۳)

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو......اور جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو؛ نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ فالوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا

لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ أَنصَارٍ (المائدۃ:۷۲)۔

ترجمہ: بلاشبہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں (مشرکوں) کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

مشرکوں کے جلوس اور شرکیہ اعمال کا جواب مسلمان بھی مشرکانہ اندازاور اعمال پر ہی دیتے ہیں

غیر مسلم علاقوں میں رہنے والے مسلمان، غیر مسلموں کے مشرکانہ جلوس اور اعمال کا جواب اپنی جاہلیت، بیوقوفی اور ایمان سے دوری کی وجہ سے مشرکانہ اعمال اور جلوس سے ہی دیتے ہیں۔

- چنانچہ مسلمان توحید کا مظاہرہ کرنے کے بجائے پنکھے کے جلوس نکال کر یا باجے کے ساتھ صندل اور عروس کے جلوس نکال کر یا جلوس میں فقروں کے چاقو، تلوار سے زخمی ہونے کا مظاہرہ کر کے یا علم کے جلوس اور سڑکوں پر باقاعدہ قطار بنا کر ماتم کے ذریعہ جسم کو زخمی کر کے یا راستوں اور گلیوں میں نعروں اور قوالیوں اور نعتوں کے ذریعہ دھوم مچا کر، دن بھر پکارہ کر کے یا گیارہویں کے جھنڈوں پر المدد یا غوثِ اعظم لکھ کر اُن کو اونٹوں پر جلوس کی شکل میں باجے کے ساتھ ناچتے، چاقو، تلوار پھراتے ہوئے نکال کر یا چوری کی لائٹ سے سڑکوں پر روشنی کر کے یا راستوں میں کمانیں بنا کر روکاوٹیں کھڑی کر کے شرکیہ انداز میں مظاہرہ کر کے جواب دیتے ہیں، ان کے پاس نماز اور سنتوں کی اہمیت نہیں ہوتی ان چیزوں کی بہت اہمیت ہوتی ہے، رسول اللہ کی نافرمانی کا احساس ہی نہیں رہتا۔
- درگاہوں پر عرسوں کے موقعوں پر غیر مسلموں کے ساتھ ملا جلا شرکیہ اعمال کا زبردست مظاہرہ کیا جاتا ہے اور قبروں کو غسل دے کر اُس کا پانی پیا جاتا اور غیر مسلموں کو توحید سمجھانے کے بجائے شرک کی تائید کی جاتی ہے۔
- مسلمانوں میں کئی فرقے بن گئے ہیں، ہر فرقے میں دین اصلی حالت میں نہیں؛ بلکہ ان کے اپنے اپنے مرشدوں، پیشواؤں کے بنائے ہوئے طریقہ کا نام دین

ہے؛ اُسی کو وہ دین کہہ کر مطمئن رہتے اور عمل کرتے ہیں؛ حالانکہ پھر قرآن وحدیث پر بھی ایمان رکھتے ہیں؛ مگر سماج، سوسائٹی اور باپ دادا کے طریقوں کو دین سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔

- اپنے پیرومرشد کے ساتھ اتنا غلو کرتے کہ دین کی اصل روح باقی نہیں رہتی، پیرومرشد کے پیروں پر گر کر سجدہ کرتے، چومتے، چاٹتے اور ان کی فوٹو پاکٹ میں لیے پھرتے ہیں، اُٹھتے بیٹھتے اللہ کو پکارنے کے بجائے پیرومرشد کو پکارتے ہیں۔

- اس لیے مسلمانوں کو خالص ایمان لانے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان اور عمل اختیار کرنا ہوگا اور شرک کی مکمل نفی کر کے شرک کو شرک سمجھتے ہوئے، اس سے نفرت کرنی ہوگی، تب ہی انہیں خالص ایمان مل سکتا ہے اور وہ ایمان والے کہلائے جاسکتے ہیں؛ ورنہ ان کے ایمان کو بھی یہود ونصاریٰ اور منافقین کے ایمان کی طرح ناکارہ، ناقص کہہ کر ایمانیات سے خارج کیا جاسکتا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح ماننے والے نہیں کہلائے جاسکتے۔

اللہ کی پہچان صحیح نہ رکھنے والے چار طرح سے شرک کرتے ہیں

(۱) انسان اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کرتا ہے۔

(۲) انسان اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کرتا ہے۔

(۳) انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شرک کرتا ہے۔

(۴) انسان اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شرک کرتا ہے (اختیارات بھی حقوق میں داخل ہیں مگر سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لیے علیحدہ بیان کیا گیا ہے)۔

☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کیسے کیا جاتا ہے؟

- اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے کئی خداؤں کا عقیدہ رکھنا ذات میں شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے جیسا مخلوق کو سمجھنا ذات میں شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی خیالی مورتی، مجسمہ یا تصویر بنانا ذات میں شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی دل میں بھی کوئی خیالی شکل وصورت سوچنا ذات میں شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو انسانی شکل وصورت اور اعضاء والا بنا کر تصویر بنانا ذات میں شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹا، بیٹی، بیوی کا تصور رکھنا ذات میں شرک ہے۔
- کسی انسان کو اللہ کا اوتار ماننا ذات میں شرک ہے۔
- کائنات کی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو یا اللہ کی تجلی ماننا ذات میں شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے برابر یا اللہ تعالیٰ سے بڑا کسی کو ماننا ذات میں شرک ہے۔
- انسانوں کو خدا سمجھنا ذات میں شرک ہے۔

☆☆☆☆☆

"اَلْوَاحِدُ" اور "اَلْاَحَدُ" (ایک، اکیلا، تنہا، بے مثل)

"لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" (الشوریٰ:۱۱) ترجمہ: اس کی مثل اور مثال کوئی چیز نہیں۔
واحد اور **احد** کے معنی: یکتا، تنہا، اکیلا اور بے مثل کے ہیں، جس کی طرح کوئی نہیں۔
یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

○ **وَاحِدُ** کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات میں ایک ہی ہے، دو، دو، تین، تین یا اس سے زیادہ نہیں ہے، انسان نے اللہ تعالیٰ کی حکومت اور بادشاہت کو انسانی حکومت کی طرح خیال کر کے ہر کام کے خیالی خدا الگ الگ بنا ڈالے اور یہ تصور قائم کر لیا کہ جب دنیوی حکومت ایک انسان سے کنٹرول نہیں ہوسکتی اور اس کے مختلف منسٹر، مختلف کاموں کا انتظام کرتے ہیں تو اتنی زبردست کائنات کو اس کی ہزاروں مخلوقات کو اور اس کے انتظامات کو اکیلے خدا کیسے سنبھال سکتا ہے؛ لہٰذا اس کائنات کے انتظامات مختلف چھوٹے چھوٹے خداؤں کے ہاتھوں میں ہے؛ مگر اللہ تعالیٰ انسانوں کی اس گمراہی اور غلط فہمی کو اپنی صفت واحد کے ذریعہ تعلیم دے کر اپنا تعارف کروا رہا ہے کہ اس کائنات کا خدا ایک اور اکیلا ہے، وہ واحد ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اس کی حکومت کو انسانوں کی حکومت پر مت قیاس کرو۔

○ **اَلْاَحَدُ** کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس طرح ذات میں ایک اور اکیلا ہے اُسی طرح وہ اپنی صفات، اپنی قدرت، اپنے کمالات اور کاموں میں تنہا اور اکیلا ہے، اس جیسی قدرت، اس جیسے کمالات اس جیسی صفات کسی دوسرے میں نہیں، وہ ہمیشہ سے ایک، اکیلا اور تنہا ہے اور ہمیشہ ایک، اکیلا اور تنہا ہی رہے گا، نہ اس جیسا کوئی تھا اور نہ ہے اور نہ رہے گا؛ اس لیے وہ **وَاحِدُ** بھی ہے اور **اَحَدُ** بھی ہے؛ اس کی مثل اور مثال کسی میں نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خیالی فوٹو، مورتی، مجسمہ بنانا اللہ کی ذات میں شرک ہے

جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انسانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ اللہ

تعالیٰ ایک بھی ہے اور اکیلا بھی ہے، اس کے علاوہ اس کائنات کا کوئی خدا نہیں، جب کوئی نہیں تھا تو وہ اکیلا تھا اور جب کوئی نہیں رہے گا تب بھی وہ اکیلا رہے گا؛ اس کا خاندان اور مخلوقات کی طرح جنس اور حسب ونسب نہیں ہے، وہ نہ کسی کو جنا اور نہ اس کو کوئی جنا؛ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اس کی مثل اور مثال کسی میں نہیں، وہ ہر قسم کی مجبوریوں محتاجیوں، عیبوں سے پاک ہے؛ اس لیے انسان جب اس پر ایمان لائے تو اس کو اَحَدْ اور وَاحِدْ مانے، یہ دو صفات ایسی ہیں جن کو سمجھنے سے انسان خالص توحید سمجھ سکتا ہے اور شرک سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح مرکب اور مجموعہ نہیں ہے

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں وَاحِدْ اور اَحَدْ ہے، وہ مخلوقات کی طرح مرکب اور مجموعہ نہیں ہے، اس کی مثل ومثال ہی نہیں، جب ہم نے اس کو دیکھا ہی نہیں تو کیسے اس کی فوٹو، تصویر اور مجسمہ بنا سکتے ہیں؛ اگر بنائیں گے تو وہ مخلوقات کی تصویر اور مجسمہ ہوگا، خدا کا نہیں، مخلوقات پر غور کرو، مخلوقات میں جانور اپنی جنس میں ایک مخلوق ہے، مثلاً بکری، اونٹ، گائے، بھینس، ہاتھی، شیر وغیرہ یہ سب ایک ایک مخلوق اور الگ الگ ذات ہیں؛ مگر وہ ایک، اکیلے اور تنہا نہیں ہیں، بکری جیسی صفات، عادات، قد، رنگ، آواز، اعضاء جیسی ہزاروں بکریاں ہیں، گائے، بھینس جیسی ہزاروں گائے بھینس ہیں، ہاتھی اور شیر جیسے ہزاروں ہاتھی اور شیر ہیں؛ پھر یہ تمام جانور مجموعہ اور مرکب ہیں، گوشت، ہڈیوں، چمڑے، بال، خون، پانی، آنکھ، ناک، کان، دل اور دماغ کا؛ اس لیے وہ ایک اور اکیلے نہیں۔

- اسی طرح ہوا ذات میں ایک مخلوق ہے اور بظاہر پوری دنیا میں ہوا اکیلی اور تنہا نظر آتی ہے؛ مگر وہ اکیلی اور تنہا نہیں، ہوا بھی مرکب اور مجموعہ ہے، مختلف گیاسوں کا؛ اس میں ہائیڈروجن، آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائڈ، نائٹروجن سب گیاسس ملی ہوئی ہیں، اس لیے وہ اکیلی اور تنہا نہیں۔

- اسی طرح زمین ذات میں ایک مخلوق ہے اور ہر ملک کی زمین بظاہر ایک

جیسی نظر آتی ہے؛ مگر زمین بھی مرکب ہے کئی چیزوں سے، پہاڑ، ریگستان، سمندر، جنگلات پھر اس کے پیٹ میں پانی، معدنیات، کوئلہ، آگ، لاوا سب کچھ بھرا ہوا ہے، کہیں کالی ہے، کہیں لال ہے، کہیں گندمی ہے؛ اس لیے وہ اکیلی اور تنہا نہیں۔

○ درخت ذات میں ایک مخلوق ہے؛ مگر ہر درخت مجموعہ اور مرکب ہے، لکڑی، پتوں، ڈالیوں، پھولوں، پھلوں، جڑوں کا اس میں پانی بھرا ہوا ہوتا ہے، کاربن ڈائی آکسائیڈ اس کی سانس ہے اور کھاد اس کی غذا، اس لیے وہ اکیلا اور تنہا نہیں۔

○ اسی طرح انسانوں پر غور کرو، انسان بھی ایک مخلوق ضرور ہے؛ اگر کسی ایک انسان پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ انسان فرد کے اعتبار سے پوری دنیا میں بظاہر اکیلا نظر آئے گا؛ اس جیسی صورت، طبیعت، صفات والا دوسرا کوئی انسان نہیں ہوتا؛ مگر وہ پوری دنیا میں ہاتھوں کی لکیروں اور آنکھوں کے ڈوروں کے اکیلا نظر آنے کے باوجود اس کے چمڑے، رنگ، قد، رونے، ہنسنے، سونے میں اکیلا نہیں، لاکھوں انسان اس کی طرح ملیں گے؛ پھر وہ اکیلا ہوتے ہوئے تنہا نہیں وہ بھی مرکب اور مجموعہ ہے، روح، گوشت، ہڈی، چمڑا، بال، خون، پانی، آنکھ، ناک، کان، دل، دماغ کا اور ان اعضاء کے لحاظ سے کروڑہا انسان اس جیسے ہی ہیں؛ ان کو بھوک لگتی، پیاس لگتی، سوتے بیمار ہوتے؛ اس لیے وہ ایک اکیلا اور تنہا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی پہچان کے لیے انہیں مختلف رنگوں، مختلف جسامت، مختلف قدوں، مختلف جسموں اور مختلف آوازوں کا بنایا، کسی کو چمڑے کا، کسی کو پتھر کا، کسی کو گیاسوں کا اور کسی کو کھال کا اور کسی کو لکڑی کا اور کسی کو دھاتوں کا جسم عطا فرمایا، یعنی ہر مخلوق کو اس کی مناسبت کے لحاظ سے جسم اور اعضاء عطا فرمایا؛ تاکہ ان کی ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں اور ان کی شناخت اور پہچان بھی الگ الگ رہے؛ پھر مختلف جانداروں میں نسل، خاندان، حسب نسب، نر مادہ، میاں بیوی کے ذریعہ اولاد کا سلسلہ سب کچھ رکھا، انسان دن رات کائنات کی تمام چیزوں کو دیکھتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی بنایا؛ حالانکہ اس کا کوئی رنگ نہیں رکھا؛ مگر اس کا ایک جسم بنایا، ہوا کو لطیف اور انتہائی ہلکی رکھا اور بے

رنگ رکھا؛ مگر پھر بھی اس کو وہ محسوس کرسکتا ہے؛ اُسی طرح وہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنی عقل سے ایک روپ میں تصور کرتا ہے اور مخلوقات میں سب سے زیادہ عقل وفہم میں انسان کو دیکھتا ہے تو اس نے اپنے خدا کو بھی اسی طرح انسانی شکل وصورت اور جسامت والا بنا کر خیالی تصویر اور مورتی بنالی اور اس کو اپنے جیسی کھانے پینے کی حاجت لگا کر اُس کی پوجا میں میوہ، میٹھائی اور غذائیں بھی رکھ دیں۔

رگ وید میں خدا کو ایک ہزار سروں والا پرش (آدمی کہا گیا) اس میں خدا کو ہزاروں آنکھوں والا، ہزاروں پاؤں والا بتایا گیا اور ایسے جسم والا بتایا گیا جو ساری کائنات کو گھیرے کھڑا ہے۔

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بھی جب قوم یاترا کو چلی گئی تو آپ نے جس معبد میں بتوں کو توڑا تھا وہاں پر بھی ایک بڑا بت رکھا ہوا تھا، باقی سب چھوٹے چھوٹے بت تھے؛ چنانچہ وہ قوم بھی خدا کو بڑا سمجھ کر اس کا بڑا بت بنائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نہ لکڑی کا ہے، نہ دھات کا ہے، نہ چمڑے کا ہے اور نہ پتھر کا ہے، نہ مٹی کا ہے، نہ لمبا ہے، نہ گڈا ہے، نہ کالا ہے، نہ گورا ہے، نہ موٹا ہے اور نہ دُبلا ہے، اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح جسم واعضاء والا نہیں، نہ وہ کسی چیزوں کا مرکب ومجموعہ ہے، اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی مجبوریوں، محتاجیوں، عیبوں اور نقائص سے پاک اور منزہ ہے، اس کو نہ بھوک اور پیاس لگتی ہے، اس کو نہ تھکان ہوتی ہے، اس کو نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند لگتی ہے، وہ سب کی پرورش کرتا ہے اس کو پرورش کی ضرورت نہیں، وہ سب کو بناتا اور پیدا کرتا ہے، اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ انسان اور دوسری مخلوقات کی طرح نہیں۔

○ انسان اور دوسری مخلوقات مرکب اور مجموعہ ہیں مختلف چیزوں کا؛ اگر روح نکل جائے، جان چلی جائے تو مردہ ہوجاتے ہیں، ان کی خون میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے، غذا نہ ملے، پانی نہ ملے تو زندہ نہیں رہ سکتے، ان کو تھکان، اونگھ اور نیند لینی پڑتی ہے، بغیر اعضاء کے کچھ بھی کام نہیں کرسکتے، بھیجہ خراب ہوجائے تو پاگل ہوجاتے ہیں؛ مگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں، اس کو نہ کسی سے مدد کی ضرورت ہے نہ مشورہ کی، وہ اپنی ذات سے خود قائم

ہے، اس کو کسی نے کائنات کی حکومت نہیں دی، اس کی مثل اور مثال ہی نہیں، وہ ذات میں کیسا ہے؟ ہم نہیں سمجھ سکتے، اس کے صرف کاموں اور صفات ہی سے کچھ اس کو پہچان سکتے ہیں؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کی خیالی فوٹو یا مٹی، پتھر، لکڑی یا دھات کی مورتی اور مجسمہ بنانا یا دل میں کوئی فوٹو سوچنا اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے دیکھا ہی نہیں اور نہ وہ کسی کو نظر آتا ہے، اس نے انسانوں کے لئے بغیر دیکھے ایمان لانے کی شرط رکھی، اللہ تعالیٰ ذات میں کیسا ہے؟ ہم نہیں جانتے، اس لیے اس کی کوئی شکل وصورت نہیں بنائی جاسکتی، ذرا غور کرو! اللہ تعالیٰ ایک ہی منٹ اور ایک ہی سکنڈ یعنی یک لخت کائنات کی تمام مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرتا ہے، اُسی لمحہ تخلیق کرتا، اُسی لمحہ رحم کرتا، دُعائیں اور ہر مخلوق کی پکار سنتا، اُسی لمحہ ہر ایک کی مدد کرتا؛ اُسی وقت آسمانوں میں دیکھتا، زمین میں دیکھتا، زمین کے اندر دیکھتا، سمندروں میں دیکھتا، خلاؤں میں دیکھتا، ہر ہر مخلوق کی خبر رکھتا؛ اس کو مخلوقات کی طرح اعضاء کی ضرورت ہی نہیں ہے؛ پھر اس کی فوٹو یا تصویر کیسے بنائیں گے کہ وہ آخر کس طرح کا ہوگا؟ اس کو تو صرف صفات میں غور کرکے مانیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اہل وعیال بیٹا بیٹی ماننا ذات میں شرک ہے

انسان دن رات مشاہدہ کرتا ہے کہ تمام جانداروں کی پیدائش کا سلسلہ نر اور مادہ کے ملنے سے چل رہا ہے، اس لیے وہ اپنے خدا کو بھی نعوذ باللہ اُسی طرح تصور کرتا ہے۔

شت پتھ براہمن نیز برہدارنیک اُپ نشد میں ہے کہ پرمیشور بوجہ اکیلا ہونے کے مجامعت نہیں کرسکتا تھا، اس لیے اس نے بیوی کی خواہش خود سے کی اور اتنا بڑا ہوگیا جیسے بوقت جوان مرد اور عورت مجامعت کے قابل ہوجاتے ہیں؛ پھر اس ایشور نے اپنے دوٹکڑے کرڈالے، آدھے سے بیوی اور آدھے سے مرد بن گیا (یعنی نر اور مادہ) اور پھر وہ بیوی چھپ گئی اور گائے، گھوڑی، گدھی، بھیڑ وغیرہ بنتی رہی اور پرمیشور بیل، گھوڑا، گدھا، مینڈھا وغیرہ بنتا رہا، اس سے جفت کھاکر گائیں، گھوڑے، گدھے، ایک کھر والے بھیڑیں وغیرہ پیدا کیں (ویدارتھ پرکاش مصنفہ سوامی آتمانند صفحہ نمبر:۸۳-۸۴) یہ بات

انسان کی سمجھ سے باہر کی ہے، خدا کے ساتھ اولاد کا عقیدہ بہت پرانا ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ انسان نے اپنے مشاہدہ اور گمراہ خیال سے خدا کو اپنی خیالی شکل پر تراشا ہے، اس لیے اس میں انسانی خصوصیتیں بھی جمع کر ڈالیں، اولاد انسان کے نزدیک بہت بڑا سہارا اور جانشین اور حسب ونسب کو باقی رکھنے والی ایک نعمت ہے، اس لیے لوگوں نے خدا کو بھی اُس سے محروم نہیں کیا، جب وہ دیکھتا ہے کہ تمام مخلوقات میں سلسلۂ پیدائش نر اور مادہ کے ذریعہ تولید وتناسل کے ذریعہ سے ہی جاری ہے تو یہ چیز اس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی کہ وہ ہستی جو ہر قسم کی قدرت رکھتی ہے چاہے وہ خدا ہی کیوں نہ ہو، اس سے پاک کیسے ہوسکتی ہے؟ چنانچہ ہنود کے یہاں دیوتاؤں کی بیویاں بھی تصور کی جاتی ہیں اور ان میں شادیاں اور اولاد بھی تصور کی جاتی ہیں، شیوجی کی بیوی پاروتی (پاربتی) اور انکا بیٹا گنیش مانا جاتا ہے، برہما کو وہ سب سے بڑا خدا مانتے، ان کی بیٹی سرسوتی مانی جاتی ہے (رگوید منڈل نمبرا سوکت نمبر: ۲۲/ منتر نمبر: ۱۲/ میں ہے) مجوسیوں کے پاس خدا ہر فرد کا بیٹا سمجھا جاتا ہے، ان چیزوں کو بیان کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی گئی کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا صحیح تصور دینے کے لیے کس طرح غلط اور باطل عقائد کی تردید کرتا ہے۔

لَمْ يَلِدْ (اس نے کسی کو نہیں جنا، بذریعہ تولید پیدا نہیں کیا) اس سے نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کے بیٹے ہونے کا انکار ہوتا ہے؛ بلکہ ہر اس عقیدہ کی نفی اور تردید ہوتی ہے جس کی رُو سے انسانی ذہن میں پیدائش مخلوق کی ابتداء خدا سے نعوذ باللہ سلسلہ توالد وتناسل سے مانی جاتی ہے، قرآن کریم کی تعلیم کے تمام گوشے اچھی طرح اُسی وقت ہم سمجھ سکتے ہیں جب تک مختلف قوموں کے عقائد ہمارے ذہنوں میں نہ ہوں، قرآن مجید ہر باطل عقیدہ کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کا صحیح تعارف کرواتا اور ذہنوں میں بیٹھاتا ہے، تولید اور تخلیق ویسے تو دونوں کے معنی پیدا کرنے کے ہیں؛ لیکن ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، تولید یعنی پیدائش بذریعہ (توالد وتناسل) میں کرنے والے کا جزو (حصہ) بھی پیدا ہونے والے میں منتقل ہوتا ہے، جیسے ماں باپ کا رنگ، روپ، صفات اس کے علاوہ شکل وصورت اعضاء، جسم کی نقل، یہ چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کے تصور کے

خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات تقسیم ہونے والی نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سلسلہ میں جننے اور تولید کا تصور ہی غلط ہے، اس کے برعکس تخلیق میں خالق (پیدا کرنے والے) کا کوئی جز و اس سے الگ نہیں ہوتا اور نہ اس کا جز پیدا ہونے والے میں منتقل ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل تخلیق ہوگا، عمل تولید نہیں، تولید کا تعلق حیوانی زندگی سے ہے، تخلیق کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے؛ اس لیے جن مذاہب نے عمل تولید کو خدا کی طرف نسبت دی ہے وہ باطل، گمراہ اور غلط عقیدہ ہے۔

اِسی رگ وید میں ہے کہ ایشور کے دل سے چاند پیدا ہوا، آنکھ سے سورج پیدا ہوا، منہ سے آگ پیدا ہوئی، سانس سے ہوا پیدا ہوئی، یہ سب باتیں عقل میں آنے والی نہیں اور نہ اس سے اللہ تعالیٰ کی صحیح تصویر انسان کے ذہن میں آسکتی ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کی صفات کے ناموں سے جس طرح اللہ تعالیٰ کا تعارف اور پہچان کرواتا ہے اس تعارف سے انسانی ذہن میں دنیا کے کسی جاندار کی تصویر نہیں بنتی اور نہ وہ پہچان اور تعارف کسی مخلوق سے ملتا اور مناسبت رکھتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کی طرح کوئی خاندان، قبیلہ، نسل اور برادری نہیں، بیٹا، بیٹی، بیوی نہیں ہے، اس کی کوئی جنس نہیں اور نہ اس کا کوئی ہم جنس ہے، وہ نہ کسی سے جنا گیا اور نہ کسی کو اس نے جنا، وہ تو خالقِ کائنات ہے، وہ ہر چیز کا خالق ہوتے ہوئے اپنی ہی بنائی ہوئی مخلوق کو بیٹا، بیٹی، بیوی کیوں اور کیسے بنائے گا؟ بیوی کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جو نفسانی خواہشات رکھتا ہو، جس کی عمر محدود ہو، جس پر موت آنے والی ہو اس کو بیٹا، بیٹی چاہیے؛ تا کہ اس کی نسل باقی رہے، اللہ تعالیٰ تو فنا ہونے سے پاک ہے، ذرا سوچو! انسان کسی لکڑی، پتھر، چیونٹی، مچھر، مکڑی، لوہا، تانبا وغیرہ کو کیا اپنا بیٹا، بیٹی، بیوی بناتا ہے؟ یا بنا سکتا ہے؟ نہیں، اس لیے کہ انسان الگ جنس ہے، لکڑی، پتھر الگ جنس، دونوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں، یہ تو مخلوقات کی جنس کا حال ہے، اللہ تعالیٰ تو جنس سے پاک ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی مخلوق کو بیٹا، بیٹی یا بیوی کہنا ایک بہت بڑا گندہ عقیدہ، بہتان اور اس کے ساتھ ذات میں شرک ہے، اس لیے کہ جو بیٹا، بیٹی ہوگی وہ باپ کا حصہ

اور جز ہوگا؛ اس کے بدن سے نکلا ہوا حصہ ہوگا، ان میں باپ کی صفات بھی آئیں گی، مثلاً ایک گھوڑے کا بچہ گھوڑے جیسی شکل وصورت، اعضا اور صفات والا ہوگا، انسان کا بچہ انسان جیسی شکل وصورت، طبیعت، مزاج اور عادات والا ہوتا ہے؛ مگر انسانوں کی گمراہی اور بیوقوفی کا حال یہ ہے کہ انسانوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسانوں کا بچہ ملا کر اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا، جب کہ انسان بے انتہا کمزوریوں کے ساتھ ہے، ہوا، پانی، غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، بول وبراز کرتا ہے، اسی طرح فرشتوں کو غیر معمولی صلاحیتوں اور طاقت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا ڈالیں اور ان کو دیوی دیوتا بنا کر خدا کا رشتہ دار بنا ڈالے؛ اگر کوئی خدا کے ساتھ انسانی جنس کی بیوی کا عقیدہ رکھے تو یہ بہت بڑا بہتان ہے، کوئی کہے کہ فلاں اور فلاں درخت انسان کی بیوی ہے تو یہ بات بالکل جھوٹ ہوگی اگر اس کو خاندان قبیلہ ہوتا تو ایک مدت کے بعد اس کو کائنات دوسروں کو دے دینا پڑتا، اللہ تعالیٰ تغیرات سے پاک ہے، وہ کسی میں منتقل نہیں ہوتا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک ہے جس چیز میں عیب اور نقص اور محتاجی ہو وہ خدا نہیں مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور کرنے سے شکل وصورت، مجسمہ بنتا ہے اور شرک ہوگا۔

اسی طرح بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے چہرے کا اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا اور اللہ تعالیٰ کے قدموں کا تذکرہ کرکے انسانوں کو اس کی ذات میں غور وفکر کرواتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے ایمان والوں کو ذات میں غور وفکر کرنے سے منع فرمایا، صفات میں غور کرنے کی تعلیم دی، انسان اگر اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر کرے گا تو گمراہی میں مبتلا ہو کر شرک میں گرفتار ہوجائے گا اور اپنی طرح یا مخلوقات کی طرح دل میں خیالی فوٹو اور تصویر بنالے گا، بے شک قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے چہرے، اللہ تعالیٰ کی پنڈلی اور قدم یا ہاتھ کا تذکرہ ہے، یہ بھی متشابہات میں سے ہے، اس کو بھی من وعن ماننا ہوگا، اس میں دماغ لڑانے یا گفتگو کی کوشش نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح کوئی اعضاء نہیں رکھتا، وہ ذات میں کیسا ہے؟ ہم نہیں جانتے، وہ جنت میں جنتی لوگوں کو اپنا دیدار کرائے گا تو اس کا چہرہ اس کی شان کے مطابق ہوگا، اس کا ہاتھ اور پنڈلی اس کی

شان کے مطابق ہوگی، اس کا ہم تصور قائم نہیں کر سکتے، جس طرح قرآن مجید میں حروفِ مقطعات کو ہم اللہ تعالیٰ کا کلام مانتے؛ مگراس کے معنی مطلب سے واقف نہیں ہوتے؛ اُسی طرح اللہ تعالیٰ کے چہرے، ہاتھ اور پنڈلی کو مانیں گے؛ مگراس پرغور وفکرنہیں کریں گے، مشرکوں نے خدا کا خیالی تصور قائم کر کے اپنی طرح سر مانا اور خدا کی حیثیت سے سوسو سر لگاڈالے، اپنی طرح ہاتھ مانا؛ مگرخدا کی طاقت ظاہر کرنے ایک ایک ہاتھ میں ایک ایک پہاڑ دے دیا اپنی طرح جسم مانا اور کئی سوفٹ لمبا چوڑا جسم بنادیا، اپنی طرح بیوی بچے والا سمجھا اور خدا ہونے کے ناتے کئی سو بیویوں والا اور بچے والا اور خاندان والا بناڈالا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بجائے صفات میں غور وفکر کی تعلیم دی ہے، انسان صفات میں غور کرے گا تو شرک سے بچ کر توحید پر آسکتا ہے، قرآن وحدیث میں چہرے، ہاتھ اور قدم اور پنڈلی کے جوتذکرے ہیں وہ ہماری عقل سے قریب ہوکر سمجھانے کے لیے ہے، جس طرح ہم کسی کو کہتے ہیں قانون کے ہاتھ بہت لمبے ہیں، حکومت کی نظر بہت دور تک ہے کہتے ہیں۔

اللہ کے ساتھ اوتار کا تصور کرنا بھی ذات میں شرک ہے

یہ انسانوں کی بہت بڑی کمزوری اور گمراہی ہے کہ وہ جب بھی کوئی چمتکار کسی چیز میں یا کسی انسان میں دیکھتے ہیں تو فوراً اس میں خدائی کمال، طاقت یا خدا کا حصہ اور روپ سمجھتے ہیں؛ چنانچہ عیسائیوں کی گمراہی میں مبتلا ہونے کی بڑی وجہ ان کا بغیر باپ کے عام طریقہ سے ہٹ کر پیدا ہونا، دوسرا غیر معمولی معجزات دکھانا، خاص طور پر مردوں کو زندہ کر کے بات کرنا اور مٹی کے پرندوں میں پھونک مارتے ہی جان پیدا ہوجانا اور کوڑھی کو اچھا کردینا، تیسرا آسمان پر زندہ اُٹھالیا جانا؛ اس لیے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدائی اوتار سمجھ کر بیٹا بنالیا، انسانی تاریخ بتلاتی ہے کہ مشرک لوگ اپنے اپنے زمانے کے نیک اور عمدہ واعلیٰ اخلاق وکردار رکھنے والوں اور ان میں روحانیت دیکھ کر ان کی کرامتوں سے متاثر ہوکر ان کو خدا کا اوتار سمجھا اور ان کے بعد ان کی مورتیاں بنا کر ان کی

پوجا کرنے لگے اوران کے الگ الگ معبود بنا دیئے گئے۔

اسلام جب دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلا تو وہاں پر مختلف بزرگوں سے لوگ متاثر ہوئے، ان کی کرامتوں سے متاثر ہوکران کے مرنے کے بعدان کی قبور کوعبادت گاہ اورسجدہ گاہ بناڈالا اوروہاں ان سے منتیں اورمرادیں مانگنے لگے اوراسلام کی شکل کوبگاڑ دیا دنیا میں کسی چیز میں یا کسی انسان میں کوئی کمال اورخوبی یا روحانیت نظرآئے تو وہ سب اللہ تعالیٰ کی دین ہے جوان سے ظاہر ہورہی ہے، کسی چیز یا کسی انسان میں اپنا کوئی ذاتی کمال اورخوبی نہیں، اوتار اصل میں نام ہے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر؛ مگرانسانوں نے یہ تصور قائم کرلیا کہ اللہ تعالیٰ خود انسان کی شکل میں زمین پر آکر انسانوں کوصحیح راستہ بتلاتا اورمختلف چمتکار بھی دیکھاتا ہے، پیغمبرمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر اوراس کے رسول ہیں، وہ انسان تھے، آپؐ میں جوکچھ کمال اورخوبی تھی، وہ سب اللہ تعالیٰ کا کمال اوراس کی خوبی تھی، ان کواللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سب سے اونچا بنایا تھا، اس کے باوجودان کے بندے اوررسول ہونے کا اقرار کرنا ضروری ہے؛ مگراس کے باوجود بہت سے مسلمان ان کو بندہ ماننے کے لیے تیارنہیں ہوتے، کہتے ہیں کہ اگر وہ بشر ہیں تو ان کے جسم کا سایہ کیوں نہیں پڑتا تھا، آپ کے ساتھ یہ تک غلو کئے کہ عرب میں ایک بغیرع کا رب آیا، بعض تو ان کے لیے نماز کے بعد مدینہ کی طرف رُخ کرکے صلاۃ رسول کے نام سے ہاتھ باندھ کرکھڑے ہوتے ہیں، یہ سب شرکیہ عقائدواعمال ہیں۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کودرست کرنے کسی کا روپ اختیارکرکے اوتاربن کرنہیں آتا؛ بلکہ وہ اپنے پیغمبروں کوبھیج کرانسانوں کوصحیح راستے کی تعلیم دیتا ہے، پیغمبروں کے بعداب چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرنبوت ختم ہوچکی ہے، وہ بزرگوں اوراہلِ علم کے ذریعہ انسانوں کوسیدھے راستے کی تعلیم دیتا ہے، اُن کی سچائی کوظاہر کرنے کبھی کرامتیں بھی ظاہر کردیتا ہے؛ اس کوانسان بن کرآنے کی ضرورت ہی نہیں، دنیا کا ایک وزیرِاعظم، صدر یابادشاہ اپنے ملک کے کسی کونے میں بھی گڑبڑ ہوتو وہ نہیں جاتا، اپنی طاقت استعمال کرکے کنٹرول کرتا ہے، اس کی تفصیل جاننے کے لیے ہماری کتاب ''شرک کی مکمل نفی کئے

بغیر توحید نہیں آتی'' دیکھئے اللہ کو اللہ کا مقام دینا، پیغمبر کو پیغمبر کا مقام دینا یہ توحید ہے، انسان کو خدا کا مقام دینا یہ شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی خداؤں کو ماننا ذات میں شرک ہے

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ مخلوقات کو بھی خدا ماننا یا مخلوقات کے خدا الگ الگ ماننا یا مخلوقات کو اللہ تعالیٰ جیسا ماننا یہ بھی ذات میں شرک ہے، مثلاً (مثال رہبری کے لیے ہے برابری کے لیے نہیں) ایک عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کو بھی شوہر کہے یا کئی مردوں کو شوہر جیسا سمجھے یا دس بارہ شوہر مانے تو یہ بھی شوہر کے ساتھ ایک طرح کا شرک ہوگا؛ اسی طرح مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ خدا سمجھنا یا خدا جیسا ماننا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات میں شرک ہے؛ اس میں انسانوں کی گمراہی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حکومت کو اپنی انسانی حکومتوں پر قیاس کیا؛ چنانچہ وہ دیکھتے ہیں کہ انسانوں کی حکومت میں صدر، وزیر اعظم یا بادشاہ حکومت کے تمام شعبوں کو اکیلا نہیں سنبھال سکتا، وہ مختلف منسٹروں کے حوالے مختلف شعبوں کو دے دیتا ہے اور ان سے ملک کا انتظام سنبھالتا ہے؛ اسی طرح اتنی بڑی کائنات کا انتظام اکیلے اللہ تعالیٰ کیسے سنبھال سکتا ہے؟ انہوں نے اپنے ذہن اور دماغ سے انسانی حکومتوں کی طرح سورج، چاند، زمین، آسمان، ہوا، پانی، نباتات، حیوانات، انسانوں سب کے خدا الگ الگ تصور کر لئے؛ اس طرح اللہ تعالیٰ سے انسانوں کی حکومت کا تقابل کرنا گمراہی ہے، انسان مجبور ہے محتاج ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، مجبور ومحتاج نہیں، عرب کے مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے مگر وہ اللہ کی خوبیوں، کمالات اور صفات سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ۳۶۵/ پتھر کے بت تراش کر ان خوبیوں اور صفات کو ان بتوں میں بانٹ دیا تھا اور سمجھتے تھے کہ کائنات کی تمام چیزوں کو بنانے اور پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے؛ مگر دنیا کے تمام انتظامات ان پتھر کی تراشی ہوئی مورتیوں والے دیوی دیوتاؤں سے چل رہے ہیں؛ چنانچہ اُس زمانے میں بھی اور اس زمانے کے مشرکوں میں بھی یہی عقیدہ چلا آرہا ہے

اور مشرکوں کے نزدیک ہر کام اور ہر شعبے کا انتظام کرنے والا خدا الگ الگ ہے، سورج چاند کا انتظام کرنے والا خدا الگ ہے، بارش برسانے والا خدا الگ ہے، جانوروں کا خدا الگ ہے، نباتات اُگانے والا خدا الگ ہے، پیدا کرنے والا خدا الگ، موت دینے والا خدا الگ، یہ انسانوں کی گمراہی ہے، وہ اگر اکیلا اور واحد نہ ہوتا تو دنیا تباہ و برباد ہو جاتی؛ اگر ہر چیز کے خدا الگ الگ ہوتے تو دنیا میں ہر روز جنگ ہوا کرتی، کبھی سورج وقت پر نہ نکلتا، کبھی دن رات آگے پیچھے اور دیر سے نکلتے، کبھی زمین کی گردش میں فرق آجاتا، کبھی موسم صحیح نہ بنتے، بارش بے موسم برستی، گرمی وسردی بے وقت ہوتی۔

مثلاً اگر زمین کا خدا الگ ہوتا، ہواؤں کا خدا الگ ہوتا، جانوروں کا خدا الگ، درختوں کا خدا الگ، سورج کا خدا الگ، چاند کا خدا الگ، برسات کا خدا الگ، انسانوں کا خدا الگ ہوتا تو ہر ایک خدا کو دوسرے خدا سے مدد مانگ کر اپنی مخلوق کو پالنا پڑتا اور سب ایک دوسرے کے محتاج ہو جاتے، انسانوں کا خدا انسانوں کی پرورش کے لئے ہوا، پانی، زمین، درختوں، چاند، سورج، ستاروں کے خداؤں سے مدد مانگتا کہ وہ اس کی مخلوق کی مدد کریں، وقت پر ہوا، پانی، پھل، پھلاری، اناج، ترکاریاں، دودھ، انڈے اور گوشت کو میری مخلوق کو دیں؛ ورنہ انسان مر جائیں گے۔

جانوروں کے خدا کو ہوا، پانی اور انسانوں کے خدا سے درخواست کرنی پڑتی تھی کہ وہ جانوروں کو سانس لینے کو ہوا دیں اور پینے کے لیے پانی اور کھانے کے لے پھل، ترکاریاں اور گھاس وغیرہ دیں؛ ورنہ اس کی مخلوق کی وہ پرورش نہیں کرسکتا، اس کی مخلوق مر جائے گی؛ اسی طرح انسانوں کے خدا کو انسانوں کو سزا دینا ہوتا اور وہ زلزلے اور طوفان لانا چاہتا تو زمین اور ہواؤں کے خداؤں سے اجازت اور مدد لینی پڑتی؛ ورنہ زلزلے اور طوفان سے جانور، درخت اور پودے ہلاک اور تباہ و برباد ہو جائیں تو جانوروں اور درختوں کے خداؤں کو غصہ آجاتا اور تمام خداؤں میں جنگ شروع ہو جاتی اور دنیا تباہ و برباد ہو جاتی؛ اگر سورج کا خدا سورج نہ نکالے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہو جاتا، ہوا کا خدا ہوا نہ چلائے تو جاندار اور پودے مر جاتے، پانی کا خدا پانی نہ برسائے تو جانداروں کی زندگی

خطرہ میں پڑ جاتی، زمین پر غلہ، اناج، ترکاریاں، درخت اور پودے نہ اُگتے، پوری کائنات درہم برہم ہوکر برباد ہوجاتی، سب چھوٹے چھوٹے خدا الگ الگ گروپ بن جاتے اور بڑے پر حملہ کرنے کی فکر کرتے اور ان میں اختلافات پیدا ہوجاتے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک، اکیلا اور تنہاء ہونے کی وجہ سے یہ کائنات کا نظام صحیح چل رہا ہے؛ اگر وہ اکیلا نہ ہوتا تو یہ کائنات برباد ہوجاتی، تمام مخلوقات بھوکی اور پیاسی مرجاتیں اور کوئی نظام صحیح نہ رہتا، سارا نظام اور دنیا درہم برہم ہوجاتی؛ اس کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''**اللہ ایک اور اکیلا ہے**'' دیکھئے۔

کائنات کی چیزوں میں خدا یا خدا کی تجلی ماننا ذات میں شرک ہے

بہت سے لوگ اس گمراہی میں مبتلا ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود کائنات کی چیزوں کی شکل اختیار کرلی یا کائنات کی ہر چیز میں اللہ کی تجلی ہے، حقیقت میں کائنات کچھ بھی نہیں ایک دھوکا ہے، یہ جو کچھ نظر آرہا ہے وہ ہے کچھ بھی نہیں، ہماری آنکھوں کا دھوکا ہے؛ حالانکہ ہوا ہے، پانی ہے، زمین ہے، جانور ہیں، نباتات ہیں، سب میں اللہ نے خوبی اور کمال رکھا ہے ان کا خیال ہے کہ سب کچھ اللہ ہی مختلف چیزوں میں نظر آرہا ہے، یہ عقیدہ بھی ذات میں شرک ہے، اللہ تعالیٰ کی تجلی کو مخلوق میں برداشت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذرا سی تجلی ڈالی تو پہاڑ جل کر راکھ ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو یہ عقیدہ دیا کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نہیں؛ بلکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے، ان میں اللہ کی مختلف صفات نظر آئیں گی، ان میں جو کچھ کمال اور خوبی ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے، وہ جب چاہے ان کی خوبی کو لے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ الگ ہے، کائنات کی تمام چیزیں مخلوق ہیں، مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی کوئی تجلی نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات، ربوبیت، مصوری، حکمت، رحمت، قدرت وغیرہ نظر آئے گی۔

☆☆☆☆☆☆

انسانوں کو خدا ماننا ذات میں شرک ہے

اکثر لوگ خدا کو انسانی شکل وصورت کا بناتے یا انسانوں کو خدا مانتے ہیں یہ اللہ کے ساتھ ذات میں شرک ہے، ذرا غور کرو! انسان عیب اور نقص سے بھرا ہے، سانس نہ ملے تو مر جاتا ہے، پانی نہ ملے، غذا نہ ملے تو بھوک پیاس سے مر جاتا ہے، بول وبراز کرتا، جسم میں دورانِ خون تیز ہوجائے تو برین ہمرج ہوکر ناک اور کانوں سے خون باہر آجاتا، دل کی دھڑکن کم ہوجائے تو زندہ نہیں رہتا، بیمار ہوتا، نیند لیتا، نو مہینے ماں کے پیٹ میں مجبور رہتا، مرنے کے بعد دفن کردیا جاتا یا جلادیا جاتا، آنکھ میں روشنی نہ ہو تو اندھا، کان میں سماعت نہ ملے تو بہرہ، زبان میں بات کرنے کی گویائی نہ ملے تو گونگا، فالج ہوجائے تو اپاہج اور معذور ہوجاتا ہے، بھلا یہ خدا کیسے بن سکتا ہے؟۔

بعض لوگ اللہ کو نورِ مجسم سمجھتے ہیں یہ بھی ذات میں شرک ہوگا

بعض لوگ اللہ کی ذات کو نور مانتے ہیں، وہ سورۃ النور کی اس آیت ”**اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**“ آسمانوں اور زمین کی روشنی اللہ ہی ہے، سے غلط تصور قائم کرلیتے ہیں، مفسرین نے بیان کیا ہے کہ سورۂ نور کے اس رکوع میں ایمان اور اس کی حقیقت کو مثال دے کر سمجھایا گیا ہے، سب سے پہلا سوال یہ ذہن میں آئے گا کہ قرآن مجید یا دوسری آسمانی کتابوں میں مثالوں، تمثیل یا تشبیہ کا استعمال کیوں کیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مضامین اتنے باریک، لطیف اور گہرے ہوتے ہیں کہ عقل وفہم اور ادراک کی سطح سے بہت بلند ہوتے ہیں کہ انسانوں کی سمجھ میں آسانی سے نہیں آتے، مثال، تمثیل اور تشبیہ سے انسان اس کی رہنمائی آسانی سے حاصل کرسکتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک حواری نے سوال کیا کہ: اُستاذ! آپ تمثیلوں میں گفتگو کیوں کرتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا: تاکہ وہی سمجھیں جن کا سمجھنا مفید ہے، مطلب یہ ہے کہ تمثیل کی محتاجی اور ضرورت انسان کو ہے اللہ تعالیٰ کو نہیں (منتخب نصاب)۔

ارشاد ہے: ''آسمانوں اور زمینوں کی روشنی اللہ ہی سے ہے'' یہاں سمجھنے میں ایک غلطی یہ ہوجاتی ہے کہ شاید یہاں نور کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، اس سے بچنا بہت ضروری ہے، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم ہمارے فہم وشعور، احساس وادراک اور فکر ونظر حتی کہ تصور وتخیل کی سرحدوں سے بہت دور اور وراء الوراء ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ادراک سے عاجز ہونے کا اقرار واعتراف ہی اصل ادراک ہے، یعنی جب انسان یہ جان لیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہیں جان سکتا تو یہی کمال عرفان ہے، اسی بات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں یوں فرمایا کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بحث اور کھود کرید سے انسان شرک اور فتنہ میں مبتلا ہوجائے گا؛ اس آیت میں تمثیل اور مثال اللہ کی ذات کے لیے نہیں بلکہ ایمان کی حقیقت کو سمجھانے کے لیے ہے؛ گویا نور کے لفظ کا اطلاق ذاتِ باری تعالیٰ پر نہیں ایمان باللہ یعنی اللہ پر ایمان لانے پر ہے، اس تعلق سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ نور لامحالہ کوئی مادّی چیز ہے یا کوئی عارضی کیفیت ہے اور دونوں کی نسبت باری تعالیٰ پر نہیں ہے، ہم جس روشنی یا جس نور سے واقف ہیں وہ ''نور خارجی'' ہے، خارجی روشنی سے اشیاء کو پہچان سکتے ہیں؛ اگر اندھیرا ہوجائے تو ہماری آنکھیں ہوتے ہوئے ہم چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے اور نہ پہچان سکتے ہیں، جس طرح ہماری آنکھوں کو چیزوں کو دیکھنے اور پہچاننے کے لیے خارجی نور کی ضرورت ہے؛ اسی طرح زندگی کے مقصد، کائنات کی حقیقت، انسان کی ابتداء وانتہاء کے لیے روحانی نور یا نورِ باطنی کی سخت ضرورت ہے، نورِ باطنی کے بغیر ہم اندھے رہیں گے؛ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دُعاء فرماتے کہ اے اللہ! مجھے اشیاء کی حقیقت دکھا جیسی کہ وہ فی الواقع ہیں؛ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو جان لے اور پہچان لے تو کائنات کی حقیقت سمجھ میں آجائے گی اور اللہ پر ایمان سے، معرفت الٰہی سے یہ نورِ باطنی ملے گا؛ اسی لیے فرمایا گیا کہ اللہ ہی آسمان وزمین کی روشنی ہے، یعنی

ایمان ایک ایسا نور ہے اور ایسی روشنی ہے جس سے انسان کا قلب انسان کا سینہ، اس کا پورا وجود اور اس کی پوری شخصیت منور ہوجاتی ہے، یہ نور نورِ وحی سے حاصل ہوگا۔

آیت الکرسی کے بعد یوں فرمایا گیا: اللہ اہل ایمان کا دوست ہے، ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف، جب بندہ اللہ کو پہچان لیتا ہے تو اس کائنات کے جملہ حقائق اس کے سامنے روشن ہوجاتے ہیں، ہر شئے کی حقیقت اس کو سمجھ میں آنے لگتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روشن چراغ فرمایا گیا، قرآن مجید کو نور کہا گیا، جو ایمان لائے اُسے ایک نور عطا ہوتا ہے، وہ نور جو مؤمن کے قلب میں ہوتا ہے، سورۂ فاتحہ کو نور فرمایا گیا؛ اسی لیے اللہ پر ایمان ہی زمین وآسمان کی روشنی ہے، انسان کا سینہ اسی ایمان کے نور سے منور ہوجاتا ہے اسی لیے اللہ کو نور وغیرہ نہ کہا جائے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم کلامی کا ذکر کرکے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ جس خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بات کرنے کا موقع دیا، وہ اس کی ذات کو دیکھنے کے قابل نہ بن سکے، تو انسان اپنے حدود کو سمجھے، جب وہ پیغمبر کے لیے ممکن نہ ہوا، خدا کی ذات کی تجلی کی تاب تو پہاڑ بھی نہیں لاسکتا، جب کہ وہ مضبوط، ٹھوس اور جما ہوا ہے، انسان تو ضعیف ہے، انسان کی نظر محدود، وہ بھی باہر کی روشنی کی محتاج، زیادہ روشنی ہوجائے تو دیکھ نہیں سکتا، بینائی ختم ہوجاتی ہے۔

اللہ سورج کی روشنی کو ہزاروں ہوا کے پردوں اور خلاء کے پردوں سے گذار کر پہنچا رہا ہے، تبھی تو جاندار زندہ ہیں؛ اگر سورج قریب آجائے تو انسان ہی نہیں زمین جل کر راکھ ہوجائے گی، جب مخلوق کے مقابل انسان کمزور اور ناتواں ہے تو خدا کی ذات کی تاب کیسے لاسکے گا؟ کسی حد تک انسان اللہ کو صفات کے ذریعہ ہی جان سکتا ہے، اس کی صفات کو سمجھنے کے لئے عقل کو بیدار کرنا ہوگا، صفات کے سمجھے بغیر ذات کا تصور ناممکن اور غلط ہوجائے گا، اللہ کا تصور اللہ کی صفاتِ جلال، جمال اور کمال سے ہوسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی صفات (کاموں) میں شرک

- اللہ کے علاوہ مخلوق کو ہر جگہ دیکھنے اور سننے والا سمجھنا۔
- مخلوق کو ہر جگہ موجود سمجھنا۔
- مخلوق سے صحت، تندرستی اور عمر مانگنا یعنی بیماری سے شفا مانگنا۔
- مخلوق کو اولاد دینے والا سمجھنا یا بیٹا، بیٹی مانگنا۔
- گذرے ہوئے انسانوں کو رزق دینے والا سمجھنا۔
- ولیوں اور بزرگوں سے نوکری، تجارت یا برکت مانگنا اور نقصان سے بچنے کی دُعا کرنا۔
- گذرے ہوئے لوگوں کو نفع یا نقصان دینے والا سمجھنا۔
- مخلوق کو موت سے بچانے اور حیات دینے والا سمجھنا۔
- مخلوق کو غیب کا علم رکھنے والا سمجھنا۔
- مخلوق کو غیب سے مدد کرنے والا سمجھنا۔
- گذرے ہوئے لوگوں کو مشکلات و مسائل دور کرنے والا سمجھنا اور ان کو مشکل کشا، حاجت روا، غریب نواز، داتا، مولا، سمجھنا۔
- گذرے ہوئے لوگوں کو ضرورتوں کا پورا کرنے والا سمجھنا۔
- گذرے ہوئے انسانوں کو مدد کے لیے پکارنا مثلاً یا علی المدد، یا غوث المدد، یا خواجہ المدد، یا رسول اللہ المدد، یا حسن المدد، یا پیرانِ پیر المدد، یا اپنے پیر و مرشد کو غیب میں مدد کے لیے پکارنا اور بغیر اسباب کے مدد کرنے والا سمجھنا۔
- اسباب کو نفع و نقصان دینے والا سمجھنا۔

انسانی تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ انسانوں نے ہمیشہ اللہ کو ایک اور اکیلا ماننے سے انکار کیا؛ حالانکہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی قوم کو اللہ واحد کو ماننے اور اُسی سے مدد طلب کرنے اور اُسی کی عبادت کی تعلیم دی؛ مگر انسانوں نے پیغمبروں کی تعلیم کے خلاف اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور مخلوقات کو خدا جیسی صفات والا سمجھا۔

- عرب کے مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے؛ انہوں نے کعبۃ اللہ کو بیت اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا گھر مانا تھا؛ مگر اپنے مختلف کاموں کو وہ مختلف دیوی دیوتاؤں سے ہونے کا تصور رکھتے تھے اور ان کے ناموں کے ۳۶۵/ بت کعبۃ اللہ میں رکھ دیئے تھے، وہ سمجھتے تھے کہ دنیا کے تمام کاروبار اللہ تعالیٰ نے مختلف ہستیوں کے حوالے کر دیا ہے؛ چنانچہ وہ ہر کام کے لیے الگ الگ بت بنا رکھے تھے۔

جب انسانوں کو کسی کا صحیح تعارف نہیں ہوتا تو وہ اس کی غلط تصویر اور تصور قائم کرتا ہے

- انسان کی ایک عام عادت ہے کہ جب وہ کسی چیز کا صحیح تعارف اور پہچان نہیں رکھتا، صرف اس کے نام سے واقف ہوتا ہے تو اس کے تعلق سے ذہن و دماغ میں غلط خیال، غلط عقیدہ اور اس کے غلط صفات تصور کرتا ہے؛ یہی حال پیغمبر سے دور رہنے والے انسانوں کا ہے؛ چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم اگر انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان صحیح نہ ملے اور وہ وحی کی تعلیم سے دور رہیں تو انسان خدا کے تعلق سے گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی ذات وصفات اور حقوق کے تعلق سے غلط تصورات قائم کر لیتا ہے۔

- چنانچہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد جب پیغمبر اور صحابہؓ کے زمانوں سے دور ہوتی گئی اور اسلام دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلتا گیا، ان کو زیادہ تر معرفتِ الٰہی اور پہچان کے بجائے مسائل اور اعمالِ صالحہ کی تعلیم ملتی گئی اور وہ نسلی، خاندانی اور بے شعوری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کئے بغیر اور روایتی انداز میں کلمہ پڑھنے لگے

تو وضو، غسل، طہارت، نماز، روزہ، پردہ، حج سب کچھ بے شعوری کے ساتھ عبادت سمجھ کر ادا کرنے کے عادی ہو گئے؛ چنانچہ ان کی بے شعوری کا یہ حال ہے کہ وہ حالتِ نماز میں سورۂ فاتحہ کے ذریعہ ہر رکعت میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اقرار کرتے ہوئے نماز سے باہر آ کر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ اللہ کو اللہ اکبر بار بار اقرار کرتے ہوئے اللہ کی بڑائی میں زندگی نہیں گذارتے؛ چنانچہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود شرک کرتی ہے اور ان کو اپنے شرک کا احساس ہی نہیں۔

○ وہ غیر مسلموں کی طرح سورج، چاند، زمین، ہوا، پانی، جانور، درخت وغیرہ کے الگ الگ دیوتا تو نہیں مانتے اور نہ ان چیزوں کی پرستش کرتے؛ مگر زندگی گذارنے کے مختلف اسباب کو مختلف بزرگوں کے تحت چلنے یا دنیا کے انتظامات کو مختلف بزرگوں کے تحت ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، وہ زندگی کے مسائل میں مثلاً پیدائش اور موت، نفع ونقصان، نوکری اور تجارت، بیماری وصحت، اولاد کے ملنے، لڑکیوں کے بجائے لڑکا نہ ملنے، اس کے علاوہ زندگی کے بہت سے کاروبار میں بزرگوں اور ولیوں سے ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی قبروں پر درخواستیں لٹکا کر یا دُعائیں اور منتیں، مرادیں مانگ کر یا ان کی قبروں کو سجدے کر کے طواف کر کے ان کے نام کی بڑائی پکار کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفات میں شرک کرتے ہیں؛ پھر کلمہ پڑھتے، نماز پڑھتے، قرآن پڑھتے اور اس کے دُروس میں شریک بھی ہوتے ہیں۔

مشرکوں کے پاس الگ الگ کاموں کی الگ الگ عبادت گاہیں ہیں

مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کو الگ الگ دیوی دیوتاؤں کے نام دے دیئے اور ان کی مورتیاں بنا کر ان کی عبادت گاہیں الگ الگ بنا ڈالے اور خدا کو چھوڑ کر ان بتوں کی بڑائی پکارتے، ان سے دُعائیں مانگتے اور ان کو خوش کرتے، ان کی پوجا اور پرستش کرتے اور ان کا طواف کرتے ہیں ان پر چڑھاوے چڑھاتے، بکرے

کاٹتے، جانوروں کو ان کے نام سے چھوڑتے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے اولاد دینے والا، تعلیم دینے والا، صحت دینے والا، شادی کرانے والا، نفع ونقصان دینے والا، خدااور دیوتا الگ الگ بنا کر ان کی عبادت گاہ اُسی نام سے رکھ دیئے، آندھی، طوفان میں ان کے نام کی بھینٹ ندی، دریا اور سمندروں میں چھوڑتے ہیں۔

اکثر مسلمان بھی غیر مسلموں کی طرح مختلف درگاہوں پر مختلف کام ہونے کا تصور رکھتے ہیں یہ صفات میں شرک ہے

مسلمانوں کی بے شعوری، ایمان سے کمزوری، نسلی اور خاندانی ایمان والے بھی مختلف درگاہوں، قبروں، جھنڈوں، علموں، چھلوں اور تعزیوں سے اولاد مانگتے، صحت مانگتے، منتیں اور مرادیں مانگتے، تجارت اور نوکری مانگتے، حفاظت وعافیت مانگتے اور مختلف بزرگوں کی درگاہوں پر مختلف مسائل کے حل ہونے کا تصور رکھتے ہیں، کسی درگاہ پر بیماری دور ہونے، کسی درگاہ پر پاگل پن کا علاج، کسی درگاہ پر بچے اور اولاد ملنے کا تصور، کسی درگاہ پر شادی ہونے کا تصور، کسی پر تجارت میں نفع کا تصور، کسی پر منتیں پوری ہونے کا تصور، اس طرح اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے غیر مسلموں کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کرتے ہیں؛ مگر ان کو اس شرک کا احساس ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات اور کاموں کو مخلوقات میں ماننا یا مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ جیسے کام کرنے والا سمجھنا صفات میں شرک ہے

اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفات ہیں یا اللہ تعالیٰ جو بھی کام کرتا ہے، ان کو اسی طرح مخلوقات میں ماننا یا سمجھنا صفات میں شرک ہے، مثلاً پیدا کرنا اور موت وحیات دینا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے اختیار میں نہیں، اولاد کا دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، صحت وتندرستی اُسی کی مرضی سے ملتی ہے، نفع ونقصان، کامیابی وناکامی اُسی کے منشا سے ملتی ہے،

رزق وہی دیتا ہے، ہر مخلوق کی مدد وہی اکیلا کرتا ہے، دُعاؤں کو وہی اکیلا سنتا ہے، غیب کا جاننے والا وہی اکیلا ہے، شر اور خیر اُسی کی اجازت اور مشیت سے ہوتا ہے، تمام مخلوقات کی ضرورتیں وہی اکیلا پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے جتنے کام ہیں وہ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا، اس جیسی صفات کسی میں نہیں، وہ جس طرح اپنی ذات میں اکیلا ہے، اُسی طرح صفات میں بھی اکیلا ہے، صفات میں بھی اس کی مثل اور مثال نہیں، ہر زمانے میں انسانوں نے اللہ کو مانتے ہوئے اس کی صفات میں شرک کیا، انسانوں کی سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حکومت کو انسانی حکومت کی طرح سمجھا۔

جس طرح حکومت میں مختلف شعبوں کا کام مختلف منسٹروں کے ہاتھ میں ہوتا ہے، وہ چیز اُن ہی سے لینی پڑتی ہے، ان ہی سے مانگنا پڑتا ہے؛ اس لیے وہ اپنے مختلف کاموں کو خدا کے بجائے دیوی دیوتاؤں سے رُجوع ہوکر مانگتے، اپنی تمام ضرورتوں میں انہی کی طرف رُجوع ہوتے ہیں، یہ انسانوں کی بہت بڑی گمراہی ہے کہ انہوں نے خدا کو مخلوقات کی طرح مجبور ومحتاج سمجھا، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے صحیح ایمان کے نہ ملنے اور مشرک انسانوں کے ساتھ رہتے ہوئے، مشرک انسانوں جیسا عقیدہ پیدا کرلیا ہے، انسانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ زمین سے ہٹ کر پوری کائنات کی مخلوقات کے تمام کام کسی بزرگ یا ولی یا دیوی دیوتا نہیں کرتے؛ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی صفات کام کرتی ہیں، ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے؛ پھر زمین پر دوسروں کا عمل دخل کیسا؟ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کام کرتی ہے، کسی میں اللہ تعالیٰ جیسے کام کرنے کی صلاحیت ہی نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرح مجبور ومحتاج ہے۔

بزرگوں، ولیوں، علموں اور جھنڈوں سے اولاد اور صحت مانگنا یہ صفاتِ الٰہی میں شرک ہے

"مَاقَدَرُوْا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ" (الحج:۷۴) اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے غیر کو پکارنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔

ایمان کے نہ ہونے یا ایمان کی کمزوری کی وجہ سے بزرگوں، ولیوں، علموں، جھنڈوں، دیوی دیوتاؤں اور بتوں سے لوگ اولاد، صحت، مانگ کر منتیں اور مرادیں مانگتے ہیں، یہ صفاتِ الٰہی میں کھلا شرک ہے، اولاد نہ ہونے یا نرینہ اولاد کے لیے یا اولاد کی صحت کے لیے اکثر بے شعور مسلمان درگاہوں، چھلوں، علموں، جھنڈوں سے منت مانگتے اور اولاد ہونے کے بعد منت کے نام پر درگاہوں پر جا کر جانور ذبح کرتے اور تبرک کے نام پر لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور ہر سال اولاد کی عمر درازی کے لیے چڑھاوے اور پھول کی چادر چڑھاتے اور نیاز کہہ کر لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بزرگ یا علم کی وجہ سے ان کی اولاد مرنے سے بچ گئی، اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، وہ چاہے تو کسی کو بیٹا دیتا ہے، کسی کو بیٹی، کسی کو بیٹا بیٹی اور کسی کو اولاد ہی سے محروم رکھتا ہے؛ اگر کسی کی اولاد انتقال کر جائے تو کوئی انہیں بچا بھی نہیں سکتا، ہمارے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بے انتہا محبوب ہونے کے باوجود اپنی نرینہ اولاد کو مرنے سے نہیں بچا سکے، بڑا سے بڑا بزرگ، پیر، پیغمبر بھی کسی کو نہ اولاد دے سکتا ہے اور نہ ان کو بچا سکتا ہے۔

قرآن مجید نے خاص طور پر انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ خود پیغمبروں نے بھی اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر کر کے بتلایا کہ ان کی بیویاں بانجھ ہونے کے باوجود، بوڑھی ہونے کے باوجود ان کو اللہ تعالیٰ نے بوڑھاپے میں اولاد دی، حضرت عمران کے گھر والے تو نرینہ اولاد کی خواہش کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرنے کی منت مانگی تھی؛ مگر لڑکے کی جگہ بی بی مریم یعنی لڑکی عطا کی گئی؛ پھر بی بی مریم کو بغیر مرد کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا بیٹا دیا؛ اس لیے اولاد مانگنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوقات سے اولاد مانگنا گویا اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا انکار کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو رب نہ ماننا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

قبروں، درگاہوں، علموں، چھلوں، تعزیوں سے صحت تندرستی اور شفا مانگنا صفاتِ الٰہی میں شرک ہے

بیماریوں میں شفا بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا توحید ہے۔ بیماری کو دور کرنا، موت سے بچا کر عمر میں درازی عطا کرنا، صرف اللہ کے اختیار میں ہے، کوئی مخلوق، کوئی دوا یا کوئی ڈاکٹر کسی کو صحت نہیں دے سکتا اور نہ مرنے سے بچا سکتا، قرآن مجید نے خاص طور پر حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کر کے انسانوں کو بیماری میں صبر کرنے اور دوا کرتے ہوئے اللہ سے صحت مانگنے اور اللہ تعالیٰ ہی سے حیات مانگنے کی تعلیم دی ہے، حدیثوں میں تفصیل سے ان کی بیماری کا ذکر کیا گیا اور سمجھایا گیا کہ مال ودولت، اولاد، کھیت، باغات، مویشیاں، نوکر چاکر سب کچھ چھوٹ جانے کے باوجود انہوں نے سخت بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ سے منہ نہیں موڑا اور سخت بیماری کے باوجود اللہ تعالیٰ سے نا اُمید نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے رہے، اسلام نے انسانوں کو کھلے طور پر یہ تعلیم دی کہ موت وحیات کا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی مار نہ سکے، موسیٰ علیہ السلام کو فرعون مار نہ سکا، اصحابِ کہف کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰۰/ سالوں تک نیند دے کر زندہ رکھا، دنیا میں کوئی بھی اپنے وقت سے پہلے پیدا نہیں ہوتا اور وقت ختم ہو جانے کے بعد ایک سکنڈ زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا، اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے جو وقت موت وحیات کا لکھ دیا ہے وہ اُسی وقت دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور پھر دنیا سے گذرنے کا وقت آتا ہے تو خود بہ خود اپنی قتل گاہ پر آ جاتا ہے، ہر مخلوق کی قسمت میں جتنا دانہ پانی اور غذا کھانا ہے اتنا کھائے پیئے بغیر وہ دنیا سے نہیں جا سکتا۔

قرآنی آیات سے ہٹ کر شرکیہ کلام سے جھاڑ پھونک کروانا یا گمراہ عاملوں کے پاس جا کر بکرا، کلیجی، مرغ، لیمو، غلہ اور دوسری چیزوں کو چڑھاوے میں دے کر جھاڑ پھونک کروانا بھی شرک ہے، گلے میں شرکیہ الفاظ والی تعویذ، گنڈے ڈالنا بھی شرک ہے؛

اگر کوئی اکسیڈنٹ یا کسی حادثہ، زلزلے، طوفان، بجلی یا پانی میں ڈوب کر یا سانپ کاٹنے سے یا کسی بیماری سے مرجائے تو اس کی موت کو مخلوق کی طرف نسبت نہ دیں، یہ سب اسباب ہیں، اسباب میں نفع ونقصان کی طاقت نہیں؛ اگر اسباب کی طرف نسبت کرکے موت کا تذکرہ کیا گیا تو یہ باتوں اور الفاظ میں شرک ہوگا؛ بلکہ یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی موت اس راستے سے لکھی تھی، دنیا میں ہر حادثہ سے یا ہر بیماری سے ہر کوئی نہیں مرتا، جانوروں کے نقصان پہونچانے سے ہر کوئی نہیں مرتا، دواؤں اور ڈاکٹروں میں کسی کو موت سے بچانے کی طاقت ہوتی تو تمام لوگ جو دوائیں استعمال کرتے ہیں سب کے سب اچھے ہوجاتے، ۸/ مریضوں میں سے ۶/ مریض اچھے ہوجاتے اور دو مرجاتے ہیں، اس لیے دواؤں میں کسی کو بچانے کی طاقت نہیں، اسباب میں شفا کی طاقت اور حکم اور تاثیر اللہ تعالیٰ دیتا ہے؛ اگر اللہ تعالیٰ شفا کا حکم نہ دے تو بیماری دور نہیں ہوتی، انسان دوا استعمال کرنے کے باوجود بیمار رہتا ہے، اس لیے دوا استعمال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے شفا کی دُعا مانگ کر دوا استعمال کریں۔

مصیبت اور پریشانی میں بھی جھنڈوں، علموں اور درگاہوں پر جاکر دُعائیں مانگنا صفاتِ الٰہی میں شرک ہے

جب انسان پر مصیبت اور پریشانی آتی ہے تو وہ امتحان اور آزمائش ہوتی ہے یا غفلت سے جگانے کے لیے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر موت، بیماری، مصیبت، نقصان، بھوک، خوف، وغیرہ دے کر امتحان لیتا ہے، ایسی صورت میں انسان کا یہ امتحان ہوتا ہے کہ وہ پریشانی میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے یا پھر شرک کا راستہ اختیار کرتا ہے؛ ایسی صورت میں ایمان کے تقاضے کے تحت اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے یا شرک کے راستے سے مدد طلب کرتا ہے، دونوں راستوں سے تقدیر کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے؛ مگر انسان ایمان کی کمزوری سے غلط راستے کو اختیار کرکے حاصل تو وہی کرتا ہے

جو تقدیر میں تھا؛ گمراہی میں مبتلا ہو کر شیطان کے بہکاوے میں آ جاتا اور جہنم کا سودا کر لیتا ہے، قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ خاص طور پر بیان کر کے یہ تعلیم دی گئی کہ چاہے کتنی ہی سخت پریشانی ہو؛ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، سمندر کی تہ میں ہونے اور مچھلی کے پیٹ میں بند رہنے، نکلنے اور بچنے کے کوئی آثار نہ ہونے کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے اور مدد طلب کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد کی، حدیثوں میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے وقت انہوں نے فرشتوں سے مدد لینے سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور حکم کے انتظار میں رہے۔

اصحابِ کہف نے غار میں اپنی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں رُو رُو کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی تو اللہ نے مسلمانوں کو اقلیت میں ہونے کے باوجود ان کی مدد کی، زندگی کے تمام کاروبار میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا اصل توحید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے یا نمک کی ڈلی کی بھی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو؛ اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں کو باقاعدہ مسنون دُعاؤں کے ذریعہ سونے سے پہلے، سونے کے بعد، گھر سے نکلتے وقت، سواری پر بیٹھتے وقت، بیت الخلا جانے اور نکلنے کے بعد، کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد؛ غرض دن بھر کے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہنے کی تعلیم دی ہے؛ یہاں تک کہ ہر کام بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنے کی تعلیم دی ہے، اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اللہ تعالیٰ ہی کو یاد کرنے کی تعلیم دی گئی، اس لیے حقیقی ایمان والے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی طرف رجوع ہونا شرک سمجھتے ہیں؛ اگر کوئی ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد غیروں سے مدد طلب کرے یا شفا مانگے تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں رب نہیں مانا، چاہے کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں، ہر حالت اور ہر ضرورت میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے رہنا ہی توحید ہے؛ یہی ایمان ہے، اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مدد مانگنا کھلا شرک ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، بندے جب میری اطاعت کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل ان پر رحمت اور مہربانی کے لیے پھیر دیتا ہوں اور جب میری نافرمانی کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل ان پر غصہ اور انتقام کے لیے پھیر دیتا ہوں، جس سے وہ ان کو سخت عذاب اور تکالیف پہنچانے لگتے ہیں، اس لیے تم بادشاہوں کو برا اور خراب کہنے میں مشغول ہونے کے بجائے میرے ذکر، میری یاد اور مجھے پکارنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور میری طرف عاجزی کرو؛ تاکہ میں ان کی تکلیف سے تمہیں محفوظ رکھوں؛ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے حاکم تم پر مسلط کئے جائیں گے۔

بزرگوں اور ولیوں کو ہر جگہ دیکھنے، سننے اور مدد کرنے والا سمجھنا اور نفع ونقصان کے خوف سے ان کی نیاز کرنا یا ان سے کی گئی باطل منت پوری کرنا صفات میں شرک ہے

اکثر مسلمان نفع کی اُمید اور نقصان کے ڈر سے ہر سال بزرگوں کی نیاز کے نام پر کھانے کھلاتے ہیں اور منتیں، گیارہویں، بارہویں، کنڈے وغیرہ بڑے اہتمام سے کرتے ہیں، درگاہوں پر پابندی کے ساتھ بتوں کی طرح پھول چڑھاتے اور چادریں ڈالتے اور دن رات وہاں تیل جلاتے، بچوں کے بال وہاں جا کر بھینٹ چڑھاتے، عرس وغیرہ کے وقت درگاہ کو غسل دے کر قبر پر سے بہنے والا پانی محفوظ کر لیتے یا کپڑوں کو لگا لیتے ہیں، جس طرح کعبۃ اللہ کا احترام کرتے اُسی طرح قبر کا طواف کرتے اور جوتا چپل تک اندر نہیں لے جاتے، پیٹھ نہیں بتلا کر اُلٹے پاؤں باہر نکلتے ہیں، قبروں کو سجدہ کرتے اور بوسہ دیتے اور لپٹ جاتے یا چادر میں منھ ڈال کر بیٹھے رہتے ہیں، ولیوں اور مرشدوں کو دُعاؤں میں پکارتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ سے سن سکتے ہیں اور ان کے احوال اور

حالات کو دیکھتے اور جانتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ اللہ کو پکارنے کے بجائے پیرو مرشد یا بزرگ یا پیغمبر کو ہر جگہ دیکھنے والا، سننے والا سمجھ کر جس طرح اللہ کو یا اللہ کہہ کر پکارتے اُسی طرح یا رسول اللہ المدد، یا علی المدد، یا غوث المدد، یا پیرانِ پیر المدد یا پھر کسی بزرگ کا نام لے کر ایسے پکارتے ہیں جیسے وہ موجود ہیں، فوراً سن رہے ہیں، یہ گمراہ اور غلط عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفات میں کھلا شرک ہے، عربی میں یا کا لفظ حاضر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور حاضر ذات جو ہر جگہ ہر آن دیکھتی سنتی اور مدد کرتی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ سمیع و بصیر ہے، ہر آن اپنی مخلوقات کو دیکھتا اور ان کی سنتا اور مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیب میں سننے، دیکھنے اور مدد کرنے والا کوئی دوسرا نہیں؛ اسی طرح کسی بزرگ کو مشکل کشا یا بندہ نواز یا غریب نواز یا فریاد رس یا مدد کرنے والا حاجت پوری کرنے والا، حاجت روا سمجھنا صفاتِ الٰہی میں شرک ہے، قبروں کی فوٹو درگاہوں کی فوٹو، گھروں میں یا غوث المدد کے جھنڈے لگانا ان پر پھول ڈالنا بھی شرک ہے، شاعر بزرگوں کے غلو میں شرک سے بھرا کلام پڑھ کر توحید کا گویا غیر شعوری طور پر انکار کرتا ہے، یہ سب شرکیہ کام اور شرکیہ عقائد کی باتیں ہیں، آج ایمان کی کمزوری سے ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں جتنا شرک آ گیا ہے، مشرکین کے شرک سے کم نہیں ہے، بعض لوگ سات اماموں میں حضرت عباس المدار پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں ان کو بڑا مشکل کُشا مانتے ہیں۔

وقت، دن، مہینوں کو منحوس اور برا کہنا بھی صفات میں شرک ہے

دنوں، مہینوں، تاریخوں اور وقت کا تعلق ستاروں اور سیاروں سے ہے، غیر مسلم ستاروں اور سیاروں کو اپنے لیے نفع و نقصان دینے والا سمجھتے ہیں اور ان سے بننے والی تاریخ، دنوں، مہینوں اور وقت کو اچھا برا سمجھ کر اپنے کاروبار کرتے ہیں، وقت دنوں اور تاریخوں کو منحوس اور برا سمجھنا مشرکانہ عقائد ہیں، کوئی دن، کوئی وقت اور کوئی تاریخ نہ منحوس ہے اور نہ خراب ہے اور نہ نقصان دہ ہے، انسان خود اپنے عمل سے اس کو منحوس یا خراب یا اچھا بنا دیتا ہے، کسی سیارے اور ستارے میں اچھا برا بنانے کی طاقت نہیں؛ غیر مسلم

ستاروں کی پرستش کرتے ہیں، بدقسمتی سے بے شعور مسلمان بھی دنوں اور تاریخوں کو منحوس سمجھ کر ان دنوں اور تاریخوں سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھ کر شرک فی الصفات میں گرفتار ہیں۔

کائنات کے انتظامات بزرگوں اور ولیوں کے تحت سمجھنا صفاتِ الٰہی میں شرک ہے

اکثر لوگ غیر مسلموں کی طرح یہ تصور رکھتے ہیں کہ کائنات کے انتظامات مختلف بزرگوں اور ولیوں کے تحت ہیں، ذرا غور کیجئے! کہ جب آسمانوں کا انتظام، سورج، چاند، ستاروں، سیاروں، ہواؤں اور فرشتوں کا انتظام جب پوری طرح اللہ تعالیٰ کے تحت ہے تو زمین کے انتظامات اور انسانوں کے حالات بزرگوں کے حوالے کیسے ہوں گے؟ اس طرح کا تصور بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔

غیب کا علم مخلوقات کو جاننے والا سمجھنا صفات میں شرک ہے

اکثر لوگ اپنے مرشد، ولی، پیر اور پیغمبر کو غیب کا علم جاننے والا سمجھتے ہیں، غیب کا علم جاننے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لڑکیاں جب یہ گیت گا رہی تھیں کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کیا ہونے والا ہے بتلاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جملے اور الفاظ بولنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کا علم کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق مخلوقات کو دے کر حقوق میں شرک کیا جاتا ہے

يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ (الاعراف:۷۳)

ترجمہ: اے قوم کے لوگو! اللہ ہی کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی تمہارا الٰہ نہیں۔

- اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کی عبادت کرنا حقوق میں شرک ہے
- قبروں، درگاہوں، علموں، جھنڈوں، تعزیوں، بتوں،

سورج، چاند کو سجدہ یا رکوع کرنا یا نماز کی طرح قیام کرنا اور کچھ دیر قیام کر کے صلوٰۃ رسول یا صلوٰۃ غوث یا صلوٰۃ حسین پڑھنا یا کسی ولی اور بزرگ کی درگاہ کا خیال کر کے نماز کی طرح قیام کرنا حقوق میں شرک ہے۔

- علم، جھنڈوں، قبروں، بتوں یا پیغمبروں کی قبروں پر دُعائیں مانگنا۔
- منت، مراد، علموں، جھنڈوں، قبروں، بتوں اور دیوی دیوتاؤں سے مانگنا، اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شرک ہے۔
- خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے مخلوق کو خوش کرنا۔
- اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر نفس کی اطاعت و غلامی کرنا۔
- اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مخلوق سے محبت کرنا۔
- اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مخلوق کا خوف رکھنا۔
- اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مخلوق سے اُمید رکھنا۔
- باپ، دادا کی اندھی تقلید کر کے جاہلانہ طور طریقے اختیار کرنا۔
- قوم پرستی، وطن پرستی، بت پرستی، جھنڈا پرستی، علم پرستی، مرشد پرستی، نفس پرستی اور مخلوق کی قسم کھانا اللہ کے حقوق میں شرک ہے۔
- اپنے علماء کو رب بنا لینا اور ان کی اندھی تقلید کرنا۔
- مخلوق کی بڑائی، کبریائی اور دوہائی دینا۔
- کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنے کے بجائے رِیاکاری اور مخلوق کو خوش کرنے کے لئے کرنا۔
- کسی بزرگ کے نام پر جانور چھوڑنا یا درگاہ پر بال یا جانور ذبح کر کے منت کرنا اور لوگوں کو پیر کے نام کا کھانا کھلانا، جیسے بتوں کے

نام کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔

- کسی پیغمبر یا ولی کو لفظ ''یا'' سے پکارنا۔
- کعبہ کا طواف کے بجائے کسی دوسرے گھر کا یا قبر کا طواف کرنا۔
- حج کا تصور کر کے کسی درگاہ کو خاص طور پر جانا۔
- اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے، اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق کو یاد کرنا، مثلاً: یا علی، یا حسین، یا رسول اللہ، یا خواجہ، یا غوث کہتے رہنا۔
- اکیلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی سننے میں چڑھ محسوس کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق سے مراد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت وغلامی کرنا ہے، اللہ ہی سے دُعا مانگنا، اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرنا، اللہ ہی سے سب سے زیادہ ڈرنا، عبادات میں نماز، روزہ، طواف، حج یہ سب عبادات ہیں، طواف صرف اللہ کے گھر خانہ کعبہ کا کرنے کا حکم ہے اور یہ عبادت ہے، خانہ کعبہ سے ہٹ کر کسی درگاہ، چھلہ، جھنڈے اور قبر کا طواف کرنا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شرک ہے، نماز خالص اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھی جائے گی، نماز نام ہے رکوع، سجدہ، قیام اور قاعدہ کا؛ اگر نماز کے کسی رکن مثلاً رکوع یا سجدہ مخلوقات کو کیا جائے یا نماز کی حالت کا قیام بھی مخلوقات کے لیے کیا جائے یا دُعا جو عبادت کا مغز ہے، مخلوقات سے کی جائے، منتیں اور مرادیں، مخلوقات سے مانگی جائیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر رسول سے بزرگوں اور ولیوں سے محبت رکھی جائے اور رسول کو خدا کی جگہ دی جائے یا اللہ سے بڑھ کر مخلوقات سے ڈرا جائے یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان بوجھ کر کرتے ہوئے مخلوق کی اطاعت کی جائے تو یہ حقوق اللہ میں شرک ہوگا، مشرک لوگ اللہ کو چھوڑ کر مخلوقات سے دُعائیں مانگتے، مخلوقات چاند، سورج، بتوں، درختوں، انسانوں کو سجدہ کرتے یا رکوع کرتے، کعبہ کے طواف کی طرح اپنی عبادت گاہوں اور بتوں کا طواف کرتے، خدا سے بڑھ کر مخلوق سے ڈرتے اور خدا سے بڑھ کر مخلوق کی عظمت ومحبت رکھتے، مخلوق سے منتیں اور مرادیں مانگتے اور وہ ذات وصفات کے ساتھ ساتھ حقوق میں

بھی شرک کرتے ہیں، بالکل اسی طرح مسلمانوں کی کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کے حقوق مخلوق کو دیتی ہے اور سجدہ، رکوع، قیام، ڈر، خوف اور طواف، دُعا سب مخلوق سے مانگتی اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتی ہے۔

منتیں مرادیں سوائے اللہ کے کسی مخلوق سے مانگنا حقوق میں شرک ہے

اسلام نے ایمان والوں کو جاہلانہ اور مشرکانہ انداز کی منتیں جو غیر اللہ سے مانگی ہوں پوری کرنے کو منع کیا اور غیر اللہ سے منت مانگنے کو حرام قرار دیا، جو منت اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی ہو یہ تعلیم دی کہ مراد پوری ہونے کے بعد منت کو پورا کرنا واجب بتلایا؛ ورنہ انسان گنہگار ہوجاتا ہے، اسلام کی اس کھلی تعلیم کے باوجود مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد درگاہوں پر درخواستیں لٹکاتی ہیں اور بزرگوں اور ولیوں سے اولاد، صحت، نوکری، تجارت، شادی وغیرہ کی ضرورتیں پوری ہونے پر منتیں مانگتی ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔

باپ دادا کی اندھی تقلید بھی شرک میں مبتلا کرتی ہے یہ بھی حقوق میں شرک ہے

اطاعت وغلامی صرف اللہ کی ہوگی، ہر ایک کی اطاعت اُسی اطاعت کے تحت ہوگی، جو لوگ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اپنی عقل کا استعمال نہیں کرتے؛ چنانچہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد ہر زمانے میں باپ دادا کے جاہلانہ عقائد اور جاہلانہ رسم ورواج اور اعمال وطریقوں کو اختیار کر کے شرک میں مبتلا ہوئی، مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد بھی قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہوئے اسلام کو اپنا دین مانتے ہوئے، محض باپ دادا، سماج وسوسائٹی کے طور طریقوں کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں؛ انہوں نے توحید کی جگہ شرک کو اور سنتوں کی جگہ بدعتوں کو اختیار کیا، وہ باپ دادا کے طریقوں کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہتے، وہ غلو میں مبتلا ہوکر بدعات اور جاہلانہ رسمیں اور شرکیہ اعمال کرتے ہیں؛ اس لیے

ہر عمل کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ جان کر کیجئے۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہمارے اس دین میں وہ کام جاری کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے (بخاری و مسلم) اس میں اضافہ کرنا گویا دین کو ناقص سمجھنا ہے (امام مالکؒ)۔

علما پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی، نفس پرستی حقوق میں شرک ہے

لوگ توحید سے صحیح طریقہ سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے علما پرستی، بزرگ پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی اور نفس پرستی میں گرفتار ہو جاتے ہیں، جب مسلمان توحید سے اچھی طرح واقف نہیں ہوگا تو آہستہ آہستہ غلطیاں کرتے ہوئے غیر شعوری طور پر شرک میں مبتلا ہوتا جاتا ہے؛ اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے دور ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ بدعتوں میں گرفتار ہوتا جاتا ہے، نیکی سمجھ کر کچھ چیزوں کا دین کے کاموں میں اضافہ کر لیتا یا کمی کر ڈالتا ہے اور سنت کی جگہ نئے نئے طریقوں سے دین سمجھ کر چلتا ہے؛ چونکہ وہ بدعت کو نیکی سمجھ کر کرتا ہے، اس لیے شیطان اس کو گناہ کا احساس ہی نہیں ہونے دیتا اور وہ بدعات اختیار کر کے مطمئن رہتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو بدعات کے ذریعہ مٹاتا رہتا ہے، بدعات کی وجہ سے دین کی شکل بگڑتی چلی جاتی ہے اور دین اصلی حالت میں دنیا کو نظر نہیں آتا، اس سے ثابت ہوا کہ بدعتی کو توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی، مسلمانوں کی بڑی تعداد نے گمراہ عالموں پر اعتماد کر کے غلو کا شکار ہو کر بدعات اختیار کر لی ہے؛ اکثر لوگ اپنے علما کو رب بنا لیتے ہیں، بہت سے لوگ نفس پرستی کو معمولی شرک سمجھ کر نفس کی اطاعت کو شرک نہیں سمجھتے۔

واسطہ اور وسیلے کے عقیدہ کی گمراہی سے شرک پیدا ہوتا ہے

غیر مسلموں کی طرح مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اللہ کی پہچان حاصل کئے بغیر اللہ کو مانتی اور پھر غیر مسلموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو اس کے حقوق

اختیارات اور صفات میں شریک کرتی ہے اور اپنے غلط عقائد پر مطمئن رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کو اس طرح ماننا ایمان نہیں کہلاتا، اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات، حقوق واختیارات میں ایک اور اکیلا ماننا توحید ہے، اسلام نے اسی خرابی کی وجہ سے یہود ونصاریٰ اور منافقین کے ایمان کو رد کردیا؛ چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد غیر مسلموں کی طرح واسطہ اور وسیلہ کا بھی عقیدہ رکھتی ہے؛ چنانچہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کے کاروبار بزرگوں اور ولیوں کے ذریعہ انجام پاتے ہیں اللہ نے اپنے محبوب بندوں کو مختلف اختیارات دیے ہیں، یہ عقیدہ بالکل غیر مسلموں کے عقیدہ کی طرح ہے کہ دنیا کے مختلف کام اللہ نے دیوی دیوتاؤں کے حوالے کردیا ہے؛ ایسے لوگ عوام الناس کو گمراہ کرتے ہوئے اپنے گھروں اور مخصوص کمروں کو پھولوں سے سجاتے، عطر اور عود کا دھواں دے کر مخصوص دن مخصوص تاریخوں میں کھولتے اور لوگوں کو جمع کرکے یہ احساس دلاتے ہیں کہ رسول اللہؐ اور مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوتے اور مختلف بزرگوں کی ارواح آرہی ہیں، سب لوگ ادب واحترام سے دُرود پڑھتے بیٹھیں رہیں اور اپنے اپنے مسائل کو پیش کریں، صاحبِ خانہ ہی صحابہ اور بزرگوں کے ارواح سے بات کرسکتا ہے، دوسرا نہیں یہ گمراہی اور جہالت ہے۔

اسی طرح بہت سے مسلمان اولیائے کرام کی قبروں پر جاکر براہِ راست انہی سے التجا کرتے یا ان کی قبروں پر درخواستیں لٹکاتے ہیں کہ آپ ہمارا فلاں کام بنادیجئے، فلاں پریشانی دور کردیجئے، کاروبار میں ترقی دیجئے، ہم گنہگار ہیں اللہ سے نہیں مانگ سکتے، آپ اللہ کے دوست ہیں اس لیے آپ سے مانگ رہے ہیں، ہمیں فلاں فلاں چیز دلادیجئے، یہ کھلا شرک فی الحقوق ہے، اس کے برعکس کچھ لوگ اولیاء کرام اور ولیوں کے واسطے اور وسیلے سے اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق میں سفارش فرمادیجئے اور یہ سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کا وسیلہ لئے بغیر دُعا قبول ہی نہیں ہوتی، اس طرح وہ غلو میں مبتلا ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بزرگوں کی حقیقت اور مقام ایک وزیر جیسا ہے، جس طرح وزیر کی سفارش کے بعد ہی بادشاہ عوام کی

درخواست قبول کرتا ہے، اُسی طرح اللہ تعالیٰ اولیا کی سفارش کے بعد ہی دُعائیں قبول کرتا ہے؛ ورنہ نہیں کرتا ہے؛ ایسے لوگ اس نا اُمیدی میں رہتے ہیں کہ ہم خود گنہگار رہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ہماری دُعائیں نہیں سنے گا، اس لیے اولیاء کو سفارشی بنانا ضروری ہے تا کہ اللہ ہماری دُعائیں قبول کرے، اس لیے ایسے لوگ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دُعائیں نہیں مانگتے؛ غیر مسلموں کا بھی یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ دیوی دیوتاؤں کو اسی لیے پکارتے ہیں کہ وہ انہیں اللہ کے دربار تک پہنچادیں، عرب کے مشرکین بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے: چنانچہ قرآن کریم میں ان کا یہ بیان منقول ہے **مَانَعْبُدُهُمْ إِلَّالِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی** (الزمر:۳) ہم تو ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ سے قریب پہنچادیں گمراہ مسلمان بھی قرآن کریم کی آیت ذیل سے مذکورہ اور ممنوع وسیلہ کا جواز پیش کرتے **يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَابْتَغُواْ إِلَيهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُواْ فِيْ سَبِيْلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** (المائدۃ:۳۵) ترجمہ: اے ایمان والوڈرتے رہو اللہ سے اور اس تک پہونچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور جہاد کرو اس کی راہ میں تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

ذرا غور کیجئے! کہ اس آیت میں اللہ تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے؛ مگر وسیلہ انسانوں کے ذریعہ تلاش کرنا مراد نہیں، امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ذریعہ تلاش کیا جائے اور یہ ذریعہ عبادت واطاعت کا ہے، بیضاوی نے لکھا ہے کہ گناہ کے کام ترک کر کے اطاعت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کا وسیلہ اور قرب حاصل کرنا ہے۔

صاحب جلالینؒ فرماتے ہیں کہ انسان اللہ کی جو اطاعت کرتا ہے جس سے وہ اس کا قرب حاصل کرتا ہے وہی وسیلہ ہے، حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے بھی یہی ثابت ہے؛ اس لیے اس آیت سے ولیوں اور بزرگوں کے وسیلہ کا جواز بتلانا فضول اور بے بنیاد ہے، کچھ لوگ اولیا کرام اور بزرگوں کے ایمان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں، یعنی یہ کہ اے اللہ فلاں ولی فلاں بزرگ تیرے محبوب ہیں، ہم ان سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، ان کے طفیل اور ان کے ایمان کی برکت سے ہماری دُعائیں

قبول فرما؛ مگر اس طرح دُعا کرنا لازم اور ضروری نہیں، قرآن مجید نے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا واسطہ رجوع ہونے اور پکارنے کی صاف صاف تعلیم دی ہے۔

○ ارشادِ خداوندی ہے: سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶/ ’’جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں اُن سے بالکل قریب ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں‘‘۔

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے، اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دُعائیں براہِ راست سنتا ہے اور قبول کرتا ہے؛ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ مجھے کسی نیک انسان کے وسیلے سے پکارو، قرآن کی تمام دُعائیں ایمان والوں کی تربیت اور رہنمائی کے لیے بیان کی گئی ہیں، دُعا مانگنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھایا گیا، انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی دُعاؤں کو پیش کرکے اُمت مسلمہ کو خاص طور پر دُعا مانگنے کے طریقے سکھائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ کر اُمت کی تربیت فرمائی؛ چنانچہ تمام مسنون دُعائیں خالص توحید سے بھرپور ہیں، جس میں خالص اللہ تعالیٰ کی طرف ذہن متوجہ رہتا ہے؛ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں بنی اسرائیل کے تین اصحاب کا تذکرہ کرکے نیک اعمال کا واسطہ دے کر دُعا کرنے کی گنجائش بتلائی گئی ہے، وسیلہ کے تائید میں حاکم کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر کلمۂ طیبہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا مانگی، جسے محدثین صحیح نہیں مانتے؛ چنانچہ بہت زمانے سے وسیلے کے اسی غلط اور گمراہ تصور کی وجہ سے آہستہ آہستہ مسلمانوں میں شرک پھیلتا گیا اور ان میں خالص توحید باقی نہیں رہی اور لوگ خدا سے جڑنے کے بجائے انسانوں سے جڑنے لگے، خدا کی عظمت کے مقابلے بزرگوں کی اہمیت بڑھتی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شرک

○ حکومت واقتدار ملنے کے باوجود، مسلمانوں کی اکثریت ہونے کے باوجود، پارلیمنٹ اور حکومت میں مسلم نمائندوں کی اکثریت ہونے کے باوجود اور مسلم حکومت ہونے کے باوجود بغیر کسی شرعی مجبوری کے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مقابلے انسانی قانون بنا کر خوشی خوشی حکومت کا نظام چلانا اور خوشی خوشی زندگی گذارنا **شرک فی الحکم** یا اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شرک ہے۔

غیر مسلم علاقوں میں انسانی قانون پر کراہیت اور ناپسندیدگی کے ساتھ زندگی گذارنا اور اسلامی قانون نہ ہونے کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ کی محبت اور خوشنودی کے لیے زنا، چوری، شراب، جوّا، سود، جھوٹے مقدمات، سور کا گوشت، قتل، رشوت تمام حرام کردہ چیزوں سے پرہیز اور فرائض وواجبات پر پابندی سے عمل اور زیادہ سے زیادہ اسلامی احکامات پر پابندی کرتے رہنا دراصل اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات کو دل سے ماننا ہے، اسلامی حکومت واقتدار نہ ہونے کے باوجود اسلامی احکام پر عمل کرنا؛ گویا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدار کو اصل سمجھنا ہے، یہ حقیقی ایمان ہونے کی علامت ہے۔

کائنات میں آسمان بھی ہے، چاند، سورج لاکھوں ستارے سیارے بھی ہیں، فرشتے ہیں، ہوا ہے اور پانی ہے، زمین کا اندرونی نظام ہے، سمندروں کا اندرونی نظام ہے، عالم برزخ ہے، وغیرہ وغیرہ ان تمام مقامات پر سوائے اللہ کے کسی کی حکومت واقتدار نہیں، صرف زمین جو پوری کائنات میں ایک چھوٹا سا گولہ کی طرح ہے، جس میں

انسان کو مختصر وقت کے لیے اختیار و آزادی دی گئی تو جب پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور قانون چلتا ہے تو زمین پر انسانوں کا قانون اور حکومت کیسی؟ کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ ہے؛ یہاں تک کہ انسان کے جسم کا مالک بھی اللہ ہی ہے، جب تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں تو انسانی جسم اور زمین پر اللہ ہی کا قانون اور حکومت ہونا ضروری ہے، جس طرح انسان اپنے جسم کے اعضاء کو اپنی مرضی پر استعمال نہیں کرسکتا اُسی طرح زمین اور اُس کی تمام مخلوقات کو اپنی مرضی پر استعمال نہیں کرسکتا اور نہ اس کا اپنا قانون چلا سکتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق استعمال کرے؛ یہی اصل میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور حکمرانی کو ماننا ہے؛ اگر وہ اپنا قانون چلائے گا تو اللہ تعالیٰ کی زمین اور اللہ کی چیزوں پر اپنی خدائی یا دوسرے انسانوں کی خدائی چلانا ہے اور اللہ کے مقابلے انسانوں کو بڑا ابنانا ہے، یہ شرک فی الحکم یا اختیارات میں شرک ہوگا۔

انسانوں کے لیے قانون بنانا صرف ان کے خالق کا کام ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ انسانوں کے لیے کونسی چیز حرام ہے اور کونسی چیز حلال ہے، کونسا عمل جائز ہے، کونسا ناجائز، کونسی چیز پاک ہے، کونسی ناپاک، انسان کس سے نکاح کرسکتا ہے، کس سے نکاح نہیں کرسکتا، کن جانوروں کو کھا سکتا ہے، کس کو نہیں کھا سکتا، کونسی چیز پی سکتا ہے، کونسی چیز نہیں پی سکتا، کونسے کاروبار کرسکتا ہے، کونسے نہیں کرسکتا، طلاق دینے کا اور جائیداد کو تقسیم کرنے کا قانون کیا ہے؟ کون کون سے گناہِ کبیرہ ہیں اور کونسے صغیرہ؟ کس گناہ پر کونسی سزا دینی چاہیے؟ زنا کی سزا کیا ہے؟ قتل کی سزا کیا ہے؟ سود کا حکم کیا ہے؟ اس کے برعکس انسانوں نے زمین پر اپنی حکومتیں قائم کرکے انسانی قانون نافذ کردیے اور سود کو ہر شعبے میں حلال کردیا، زنا کرنے کے لائسنس دیئے گئے، مرد مرد کے ساتھ، عورت عورت کے ساتھ شادی کرنے کا قانون بنادیا، شراب کی تجارت کو حکومت کے خزانہ کا حصہ بنا کر لائسنس دیئے گئے، جوّا اور ریس کھیلنے کے انتظامات اور لائسنس دیئے گئے، بغیر حکومت کی اجازت کے طلاق کی اجازت نہیں دی گئی، قتل اور زنا اور چوری پر معمولی جرمانے اور چند ماہ کی قید کے چھوٹ دے دی گئی، سور وغیرہ کو کھانے اور تجارت کی عام اجازت دی گئی،

نیم برہنہ رہنے پر کوئی روک ٹوک نہیں کی گئی، جائیداد انسانی قانون کے مطابق تقسیم کا قانون بنایا گیا، ناچ، گانا، بجانا اور فلم کو انڈسٹری بنا کر جائز قرار دیا، مرد اور عورت کو ایک ساتھ کام کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کی آزادی دی گئی، پردہ اور حجاب کو منسوخ کیا گیا، عورتوں کو مردوں کے برابر مقام اور آزادی دی گئی۔

مسلمانوں نے مسجد کی اذان میں تو اللہ کو بڑا مانا اور نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کے بڑے ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود مسجد سے باہر اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں زندگی گذارنے کے بجائے انسانی قانون کو اپنے اوپر لاگو کر کے زندگی گذار رہے ہیں چنانچہ غیر مسلموں کی حکومتوں کو دیکھ کر یا ان کی طاقت سے مرعوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قانون کی جگہ انسانی قانون کو اپنی حکومت، اپنی پارلیمنٹ، اپنی عدالتوں، اپنے دفاتر، اپنی دوکانوں، اپنے محلوں اور بستیوں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کر دیا اور انسانی قانون کے تحت زندگی گذارنے کو شرک فی الاختیارات نہیں سمجھتے، وہ ہر روز ہر نماز سے قبل اللہ اکبر کی صدا فضاؤں میں بلند تو کرنا چاہتے ہیں؛ مگر اللہ اکبر کی حقیقت ان کے سینوں میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے وہ اسلامی طریقۂ زندگی اور قانون کو نہ اپنی تجارت نہ اپنی شادی بیاہ نہ اپنی کمائی اور خرچ اور نہ خاندانی زندگی اور نہ گھریلو زندگی میں نافذ کر سکے، وہ نام تو اللہ تعالیٰ کا لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا دعویٰ کرتے اور ہر روز قرآن پڑھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے قانون کی رات دن خلاف ورزی کرتے ہیں۔

اسلام نے شرک کو ظلم عظیم کہا ہے

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان:۱۳) ترجمہ: بلاشبہ شرک ظلم عظیم ہے۔

دنیا میں سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا ظلم شرک ہے، آخر شرک کو ظلم کیوں کہا گیا؟ (مثال رہبری کے لیے ہے برابری کے لیے نہیں) جس چیز کا جو مقام ہے اس کو وہی مقام دینا عین سچائی اور انصاف ہے، مثلاً ہے کو ہے کہنا سچائی ہے، نہیں کو ہے کہنا جھوٹ ہے، سر کی ٹوپی کو سر پر رکھنا اور پیر کے جوتے کو پیر میں رکھنا عین انصاف ہے، پیر کے

جوتوں کو سر پر رکھنا ظلم ہے؛ اسی طرح مخلوق کو خدا کی جگہ بیٹھانا یا خدا جیسا سمجھنا ظلم اور گناہ ہے، خدا کو خدا کا مقام دینا، مخلوق کو مخلوق کے مقام پر رکھنا یہ انصاف اور سچائی ہے۔

ہے کو ہے کہنا توحید ہے اس سے مراد، خدا ایک اور اکیلا ہے، اس جیسا کوئی نہیں، یہ کہنا توحید ہے، نہیں کو ہے کہنا شرک ہے، کئی خدا نہیں ہیں، کئی خدا ہیں کہنا شرک ہے، جو انسان ایمان سے صحیح واقف نہیں ہوتا، جس کو خدا کی پہچان صحیح نہیں ہوتی وہ خدا کی جگہ مخلوق کو بھی بیٹھا دیتا اور خدا کے ساتھ مخلوق کو شریک کرتا ہے، خدا میں مخلوق جیسے عیب ونقص اور مجبوریاں مانتا ہے اور مخلوقات کو بھی خدا جیسا سمجھتا ہے۔

شرک کو اسلام نے مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ہے

دنیا کی تمام چیزوں میں سب سے کمزور، ناتواں گھر مکڑی کا جالا ہوتا ہے، جس میں کوئی طاقت ہی نہیں ہوتی، بے جان اور کمزور ہوتا ہے، جو ایک مرتبہ معمولی جھاڑو پھرانے سے صاف ہوجاتا ہے، بالکل اسی طرح شرک ایک بے جان اور کمزور چیز ہے، جو انسان اس کا سہارا لے گا وہ پورا بے جان، بے سہارا رہے گا، شیطان کا کھلونا بن کر محفوظ نہیں رہتا۔

انسان کے شرک میں مبتلا ہونے کی سب سے بڑی وجہ عقل کا استعمال نہیں کرنا ہے، جب کہ دنیا کے ہر کام میں وہ اپنی آنکھوں، کانوں، دل اور دماغ کو پوری طرح استعمال کرتا ہے؛ مگر مذہب کے معاملے میں عقل کا بالکل استعمال ہی نہیں کرتا، وہ اگر آفاق والنفس میں غور وفکر سے کام لے تو اس کو توحید آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے، کوئی بھی انسان مسلمان گھرانے میں پیدا ہوجانے اور اسلام کا دعویٰ کرنے سے مسلمان نہیں ہوجاتا، جب تک کہ اس کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو؛ اگر کوئی کلمہ پڑھنے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انسان کو نبی یا نبی کا سایہ مانے تو وہ کافر ہوگا؛ اگر کوئی فرائض کا انکار کردے تو کافر ہوگا؛ اگر قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی کا مطالبہ کرے تو وہ کافر ہوگا، قرآن میں کسی قسم کی کمی یا اضافہ چاہے تو وہ کافر ہوگا۔

وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ

الْخَاسِرِيْنَ (المائدة:۵)

ترجمہ: اور جو کوئی ایمان کی باتوں کا انکار کیا تو اس کا ہر عمل ضائع گیا اور وہ روزِ آخرت خسارہ اُٹھانے والوں میں ہوگا۔

کائنات میں غور وفکر کرنے سے شرک دور ہوتا ہے اور خالص توحید سمجھ میں آتی ہے

انسان کو عقل وفہم اِسی لیے دیا گیا کہ وہ غور وفکر سے اس کائنات کی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو جانیں اور حقیقی مالک کو پہچانیں اور اُسی کی اطاعت وغلامی کریں؛ اگر وہ اپنی عقل کا استعمال صحیح نہیں کرے گا تو اس میں اور جانوروں میں فرق ہی باقی نہیں رہتا، انسان اور حیوان میں فرق یہ ہے کہ حیوان غور وفکر کی صلاحیت نہیں رکھتا، وہ صرف ان ہی چیزوں کو پہچان سکتا ہے جو اس کے حواس تک نظر آتی ہیں، اس سے آگے سوچ نہیں سکتا، انسان جو اس سے آگے ادراک کرسکتا ہے، اُسے غور وفکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی تمام چیزوں پر ایک ہی ہستی کی تخلیق، ربوبیت، حاکمیت اور کنٹرول ہے؛ اگر کئی ہستیاں ہوتیں تو یہ کائنات تباہ وبرباد ہوجاتی، کائنات صرف اس نظر آنے والی دنیا کا نام نہیں، ایمان کی وجہ سے وہ حیوان کی سطح سے اوپر اُٹھ جاتا ہے، انسان کو عقل وفہم اسی لیے دیا گیا کہ وہ غور وفکر کرکے اللہ تعالیٰ کو پہچانیں اور اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے غیب پر ایمان لائیں اور شرک سے دور رہیں، بے شعور اور مشرک انسان عقل کا استعمال نہیں کرتے اور کائنات کی چیزوں میں غور وفکر نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ شرک میں گرفتار ہوجاتے ہیں، وہ کائنات کی چیزوں کی ظاہری شکل وصورت اور حالت سے متاثر ہوکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں؛ مگر عقلمند اور باشعور انسان کائنات کی چیزوں میں غور وفکر کرکے ان کی حقیقت سمجھتا اور خالص توحید اپنے اندر پیدا کرتا ہے، وہ کائنات کی چیزوں کو ہر بار ایسے دیکھتا ہے جیسے کوئی چیز پہلی مرتبہ اس کے سامنے آتی ہے، اس میں ہر بار اس کو اپنے مالک

وخالق کی نئی کاریگری اور حکمت وقدرت نظر آتی ہے، وہ کائنات کی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک کرتا ہے اس کے ذہن پر دن رات اللہ تعالیٰ کی صفات کا غلبہ رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ شرک سے محفوظ رہتا ہے، مشرک انسان کائنات کی چیزوں کو ہر روز دیکھتا مگر ان چیزوں سے کوئی اثر نہیں لیتا، نہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق، ربوبیت، حکمت وقدرت اس کو نظر آتی ہے، وہ چیزوں سے متاثر ہو کر ان کا دیوانہ بن جاتا اور چیزوں ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے، مؤمن اپنے ایمان کو غور وفکر سے بڑھاتا رہتا ہے اور ایمان کے تقاضے پورا کرتا ہے، کائنات کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کو سمجھا رہی ہیں اور توحیدِ باری تعالیٰ کی دعوت دے رہی ہیں؛ اگر انسان زمین پر جانوروں کی طرح پھرتا رہے اور اپنی عقل کا استعمال نہ کرے تو وہ انسانی شکل میں جانور بن جائے گا، انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ ہاتھ، پیر، آنکھ، کان، زبان کا پورا پورا استعمال تو کرتا ہے؛ مگر دماغ ہی کا استعمال نہیں کرتا۔

انسانوں کے دلوں کو جوڑنے اور ان میں ا⑩ ومحبت پیدا کرنے کا واحد راستہ ایمان ہے

قرآن مجید میں یہ تعلیم⑩ی گئی کہ تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی او⑩ ہیں؛ مگر ان کی نسلیں، خاندان، قبیلے الگ الگ ہونے کی وجہ سے وہ مختلف ہیں، مثلاً کوئی پٹھان ہے، کوئی شیخ ہے، کوئی سید ہے، کوئی عربی النسل ہے، کوئی افریقی نسل ہے، کوئی یوروپین نسل انگریز ہے، کوئی ایرانی نسل ہے، اسی لیے نسل کے نام پر انسان الگ الگ ہو گئے؛ اسی طرح انسا⑩ نیا کے مختلف علاقوں میں رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ملک اور وطن الگ الگ ہو گئے، کوئی ہندوستانی، کوئی پاکستانی، کوئی چینی، کوئی امریکی، کوئی ترکی، کوئی ایرانی بن گئے اور ملکوں اور وطن کی بن⑩ پر الگ الگ ہو گئے، اسی طرح زبانیں الگ الگ ہونے سے انسانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ سب اختلافات اس وجہ سے

تھے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکیں؛ لیکن ہائے افسوس! انسانوں نے گمراہی میں آ کر ہر علاقے میں اپنے اپنے مذاہب بھی الگ الگ بنا لیئے، جس کی وجہ سے انسانوں میں بہت اختلاف ہوگیا، رنگوں اور کلچر کے اختلافات سے بھی الگ الگ ہوگئے، پیشہ اور کاموں کے اعتبار سے بھی اختلاف پیدا ہوگیا، امیر، غریب، پڑھے لکھے اور اَن پڑھ سے بھی بہت زیادہ اختلاف میں گھر گئے؛ چنانچہ پوری دنیا میں رنگوں کا اختلاف، اعلیٰ خاندان اور معمولی خاندان کا اختلاف، اونچ نیچ ذاتوں کا اختلاف، کالے گورے کا اختلاف، امیر غریب کا اختلاف، پڑھا لکھا اور اَن پڑھ کا اختلاف، پیشوں اور ملکوں وطنوں اور خاندانوں، قبیلوں کا اختلاف انسانوں کو ایک دوسرے سے نفرت، بغض، عداوت، نا اتفاقی پیدا ہوکر انسان ایک دوسرے کا گریبان پکڑتے ہیں اور رشتۂ انسانیت، سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹ گئی اور ان میں اتحاد و اتفاق، مساوات و ہمدردی، بھائی چارگی، مدد، اپنائیت سب کچھ ختم ہوگیا، ہر ملک اور ہر علاقے کے انسان ایک دوسرے کے دشمن کی طرح رہنے لگے، انسانوں کی اس حالت میں سدھار کا اور ان کے دلوں کو جوڑنے اور ان میں اتحاد و اتفاق اور محبت پیدا کرنے کا ایک ہی واحد طریقہ ہے کہ ان کو خدائے واحد سے جوڑ دیا جائے، کلمہ توحید سے آراستہ کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنا دیا جائے، وہ صرف اور صرف صحیح ایمان ہی کی وجہ سے ہوسکتا ہے؛ سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب انسانوں میں اتحاد واتفاق، بھائی چارگی ومحبت، اپنائیت وہمدردی اور مساوات پیدا ہی نہیں کرسکتا؛ اگر ان میں یہ چیزیں نظر بھی آتی ہیں تو کسی غرض اور مطلب اور دنیوی لالچ کی حد تک ہوتا ہے، موقع ملے تو وہ خود بھی ایک دوسرے کے لیے مصیبت بن جاتے ہیں، یہ صرف اسلام ہی کی نعمت کہ اس نے کلمۂ توحید و رسالت کے ذریعہ مختلف ملکوں، مختلف زبانوں، مختلف قوموں، مختلف نسلوں اور مختلف قبیلوں اور خاندانوں اور قابلیتیں رکھنے والے، امیر و غریب، کالے گورے، مختلف پیشے رکھنے والوں اور مختلف تہذیب وکلچر رکھنے والوں کو جوڑ دیا اور ان کو ایک اُمتِ واحدہ بنا دیا، جس کی وجہ سے صرف مسلمان ہی پوری دنیا میں ایک ساتھ ٹھہر کر ایک ہی طرح سے نماز ادا

کرتے، ایک ساتھ ایک ہی طرح سے حج کرتے، ایک ساتھ ایک ہی مہینے میں اور ایک وقت میں روزہ رکھتے، ایک ہی طرح اذان دیتے، ایک ہی طرح سلام کرتے، ایک ہی طرح زکوٰۃ دیتے، ایک ہی طرح نکاح کرتے، ایک ہی طرح ترکہ تقسیم کرتے ہیں، کلمہ اور ایمان کی وجہ سے وہ چاہے کالے ہوں یا گورے، عربی ہوں یا عجمی، بڑے ہوں یا چھوٹے، امیر ہوں یا غریب، عالم ہوں یا غیر عالم، وہ ایک جسم بن جاتے ہیں؛ اگر ان میں کچھ اختلاف نظر آتا ہے تو وہ کلمہ سے ناواقفیت یعنی صحیح ایمان اور قرآن وحدیث سے دوری کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا تعلق اسلام سے نہیں ہے۔

تمام پیغمبروں نے اللہ کو ایک اور اکیلا ہی ماننے کی دعوت دی

قرآن کہتا ہے کہ دنیا کے ہر علاقے اور حصوں میں اور ہر قوم میں پیغمبر بھیجے گئے اور تمام پیغمبروں نے ایمان کے ذریعہ اللہ کو ایک اور اکیلا ماننے کی تعلیم دی اور کلمے سے جوڑا اور ایک ہی دین اسلام پر جوڑا، کائنات کی تمام چیزوں کا دین بھی اسلام ہی ہے؛ اس لیے کہ اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلنا، سلامتی کے راستے پر چلنا، سلامتی کا راستہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وغلامی ہے، اس لحاظ سے کائنات کی تمام چیزوں کا دین بھی اسلام ہے، اس لیے کہ وہ سوائے اللہ واحد کے کسی کی غلامی نہیں کرتے؛ سوائے انسان اور جن کے کائنات کی تمام چیزوں میں اتحاد واتفاق، ربط وتعاون اور مدد ہے؛ اس لیے کائنات کی سب سے بڑی دولت ایمان یعنی اللہ جل جلالہ کو ایک اور اکیلے مان کر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر غلامی کی جائے یہ ایمان انسان اور جن کو صرف کلمۂ طیبہ سے حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کلمہ عطا کرکے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ایک جان اور ایک جسم بنا دیا؛ اسی وجہ سے وہ امت واحدہ کہلاتے ہیں اسی وجہ سے ان میں چھوت چھات، اونچ نیچ کا تصور مٹ چکا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

صحیح ایمان والوں کی زندگی کلمہ کے اطراف گھومتی ہے

دنیا کی دوسری قوموں میں صحیح ایمان کا اور کلمہ کا تصور ہی نہیں اور نہ ان کی زندگی کا عمل عقیدہ کے اطراف گھومتا ہے، وہ بے لگام جانوروں کی طرح زندگی گذارتے ہیں؛ مگر مسلمان اللہ واحد کو ماننے کی وجہ سے ان کی زندگی کلمہ کے اطراف گھومتی ہے، ان کے ہر عمل سے کلمہ کا ثبوت ملتا ہے اور کلمہ کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں وہ اُٹھتے بیٹھتے اور سوتے اللہ واحد کو یاد کرتے اور ہر عمل سے پہلے اللہ واحد کا نام لے کر اس سے مدد مانگتے ہیں، مسلمانوں میں جو بے شعور اور ناقص مسلمان ہیں برائے نام وہ کلمہ پڑھ کر کلمے کے خلاف زندگی گذارتے ہیں، ان کی زندگی میں کلمہ کا کوئی اثر ظاہر ہی نہیں ہوتا، وہ کلمہ کے حقوق اور کلمہ کی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتے، وہ بے شعوری اور مشرکانہ زندگی بھی اختیار کرتے رہتے ہیں، کلمہ کی وجہ سے انسان ہر کام میں اپنا رُخ ہر طرف سے موڑ کر خدائے واحد کی طرف کرلیتا ہے، جب انسان پورے شعور اور ادراک کے ساتھ کلمہ پڑھتا ہے تو شعوری زندگی گذارتا ہے، بے شعوری اور غفلت کی زندگی سے دور رہتا ہے۔

کلمہ کی وجہ سے مسلمان کی زندگی میں جان پیدا ہوجاتی ہے

یہ کلمہ اور ایمان انسانی زندگی کے وجود ہلا کر رکھ دیتا ہے؛ اس پر پوری گرفت اور حکومت قائم کرتا ہے، جس طرح بجلی کی رُو سے بے جان بلبوں میں روشنی اور چمک آجاتی ہے، اُسی طرح مردہ انسانوں میں کلمہ کی وجہ سے اعمالِ صالحہ کی روشنی اور نور پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اخلاقِ رذیلہ مردہ پن سے دور ہوجاتے ہیں، جس طرح پانی مردہ زمین کو لہلاتے کھیتوں میں تبدیل کردیتا ہے؛ اُسی طرح اللہ واحد پر ایمان مسلمان کی زندگی کو اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ سے منور کرکے سرسبز وشاداب، امن وسکون اور سلامتی والے اعمال سے آراستہ کردیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

کلمہ کی وجہ سے انسان ہر حال میں اللہ سے جڑا رہتا ہے

دنیا کا ساز وسامان ملنا یا اس سے محروم رہنا یہ جزا اور سزا نہیں اور نہ کامیابی وناکامی ہے، اللہ تعالیٰ کے پاس قدر وقیمت انسان کے ایمان اور تقویٰ سے ہے؛ چاہے انسان غریب رہے یا امیر، دنیا کی زندگی میں انسان چاہے مسلم رہے یا غیر مسلم، سب کو کچھ نہ کچھ تکالیت اور پریشانیاں آتی رہتی ہیں، ہر ایک کی مصیبت اور پریشانی کی وجوہات الگ الگ ہوتی ہیں، ایمان والوں کو مصیبت آتی ہے تو اس کا راز الگ ہوتا ہے، غیر ایمان والوں کو مصیبت آتی ہے تو اس کی وجوہات الگ ہوتی ہیں، انسان جب ایمان سے خالی ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے مصیبت اور راحت کی حکمت ومصلحت کو سمجھ نہیں سکتا اور خدا کو چھوڑ کر مخلوقات کو مدد کے لیے پکارتا ہے، مخلوقات سے رجوع ہوتا ہے، جو ایمان والا اور کلمہ والا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے، اس کو معلوم رہتا ہے کہ دنیا میں کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کے بغیر نہیں آتی، شفا کا دینا، نہ دینا، کامیابی اور ناکامی کا ملنا، راحت وتکالیف کا ملنا سب کچھ منشاء خداوندی ہے، دنیا کا ساز وسامان بے وزن ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، دنیا امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ کو صرف ماننا ایمان نہیں کہلاتا، دنیا کی دوسری قومیں اللہ تعالیٰ کو مانتی ہیں؛ مگر پہچانتی نہیں، ایمان دراصل اللہ تعالیٰ کو پہچان کر ماننے کا نام ہے، جو لوگ کلمہ پڑھ کر اللہ کی پہچان نہیں رکھتے تو ان کا ایمان ایمان نہیں کہلائے گا۔

ایمان کو جانچنے کا طریقہ کیا ہے؟

ایمان کو جانچنے کا آسان طریقہ یہ ہے، مثلاً اگر کسی انسان کو کسی کمرے کے سوراخ میں سانپ کے ہونے کی اطلاع دینے کے باوجود وہ کمرے کے سوراخ کے قریب ہی لیٹا رہے یا بیٹھا رہے یا سوتا رہے تو اس کا یہ عمل صاف صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس نے اس اطلاع کو سچا نہیں مانا، اس پر یقین اور اعتماد نہیں کیا؛ کیونکہ جب انسان کو کسی بات

پر کامل یقین ہو جاتا ہے تو وہ اس یقین کی وجہ سے، نقصان سے دور رہنا چاہتا ہے؛ اس جگہ سے احتیاط کرتا اور بچتا اور دور رہتا ہے؛ اِسی یقین کی وجہ سے وہ ہر لمحہ، ہر سکنڈ چوکنا اور ہوشیار رہتا ہے، اس کے دماغ پر سانپ کا خطرہ اور خوف چھایا رہتا ہے؛ بالکل اسی طرح اگر ایک انسان کو قرآن وحدیث کے ذریعہ جنت ودوزخ کے تذکرے، میدانِ حشر کے حالات، برزخ کے حالات، مختلف بداعمالیوں کی سزاؤں کا علم دینے یا جاننے اور سننے کے باوجود اگر وہ کلمہ کے خلاف، دوزخ کے اعمال کو پسند کرے، دوزخ کے راستے ہی پر چاہت کے ساتھ چلتا رہے، جان بوجھ کر وہ دوزخ میں جانے والے کام کرتا رہے تو دیکھنے والے یہ کہیں گے کہ یا اس کا عمل اس بات کا اظہار کرے گا کہ اس انسان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر یقینِ کامل نہیں اور اعتماد نہیں؛ بھروسہ نہیں، تب ہی وہ کامیابی کے راستے جنت کو چھوڑ کر دوزخ کے ناکامی والے راستے کو پسند کر رہا ہے، اختیار کئے ہوئے ہے، اس اعتماد اور یقین کے نہ ہونے کا مطلب یا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر شک میں مبتلا ہے یا ایمان نہیں رکھتا، سچا نہیں سمجھتا، جب کہ اس کے اعتماد اور یقین کا یہ عالم ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو خطرات سے بچانے کے لئے سائنس دانوں کی باتوں، ڈاکٹروں کی باتوں، ریڈیو، ٹی وی کی خبروں پر حق الیقین رکھ کر اپنی دنیا کی زندگی کی حفاظت کرتا ہے۔

انسان کی آنکھیں غلط دیکھ سکتی ہیں، کان غلط سن سکتے ہیں، اس کی عقل غلط سمجھ سکتی ہے؛ مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی، قرآن وحدیث کی تمام باتیں سچی ہی سچی ہیں، ان ہی پر ایمان لانے اور ان پر عمل کرنے سے انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر صرف زبان سے ایمان لانا ایمان نہیں کہلاتا

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب صرف اللہ تعالیٰ کو جان لینے ہی کا نام نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مان لینے سے ایمان کامل اور مکمل ہوتا ہے، ماننے ہی سے وفاداری

اوراطاعت وفرمانبرداری ظاہر ہوتی ہے، اطاعت اور وفاداری نہ کرنا اورصرف زبانی دعویٰ کرنا گویا نہ ماننا اور بے ایمانی ظاہر کرنا ہے، ایسے ایمان کو یہ کہا جائے گا کہ ایمان ابھی حلق سے نیچے نہیں اُترا، قرآن مجید کے کسی حکم کوغلط یا بیکار سمجھنا بھی انسان کوایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

انسان کواللہ کا صحیح بندہ بنانے کا ذریعہ صرف ایمان ہے

انسان کوسدھرنے یاانسان کواللہ کا صحیح عبداور بندہ بنانے کا ایک ہی ذریعہ ہے، وہ ہے اُسے اسلام کے ایمان سے آراستہ کیا جائے، جب وہ ایمان سے آراستہ ہوجاتا ہے تواس میں ہرقسم کی خوبیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں؛ سوائے ایمان کے کوئی چیز بھی اس کوراہِ راست پرنہیں لاسکتی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے وہ اگر سدھر جائے تو سارا جسم سدھر جاتا ہے وہ انسان کا دل ہے، وہ اگر بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔

ایمان کے بونے، رہنے اور پلنے کی جگہ انسان کا دل ہے، یعنی ایمان کا اصل گھر اور مرکز دل ہے، دل پورے جسم کا بادشاہ ہے اور پورا جسم اوراس کے اعضاء دل کے غلام اور رعایا ہیں، دل میں جو ہوگا اعضاء وجوارح سے وہی ظاہر ہوگا، انسان پرحکومت کرنے والی جو چیز ہے وہ صرف ایمان ہے، انسان کوصحیح اور غلط بنانے والی چیز، صحیح یا غلط ایمان ہی ہے، دل میں جیسا ایمان ہوگا، جسم کے اعضاء سے ویسے ہی اعمال نکلیں گے؛ اگر دل میں شیطان کا قبضہ ہوگا اورشرک وکفر بھرا ہوگا توجسم سے شیطانی اعمال اور دوزخی اعمال ہی نکلیں گے اوراگر دل میں صحیح ایمان ہوگا توجسم سے جنتی اعمال، اعمالِ حسنہ نکلیں گے اورانسان صحیح معنی میں اللہ کا عبداور بندہ بنے گا، برف کو دیکھو! اگراس میں ٹھنڈک نہیں تو وہ برف برف نہیں فوٹو ہے؛ اسی طرح آگ کو دیکھو اگر آگ میں گرمی اور جلانے کی صفت نہیں تو وہ آگ آگ نہیں فوٹو ہے۔

ایمان کا سب سے بڑا تقاضا

ایمان کا سب سے بڑا اور اہم تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر نیک کام اخلاص کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی خشیت سے کرے۔

اخلاص یہ ہے کہ ہر اچھا کام اللہ تعالیٰ کے واسطے اور اللہ ہی کے لیے کرے، لوگوں کو دکھانے، نام ونمود کی خاطر کرنا یا کسی سے اپنی غرض حاصل کرنے کے لیے کرنا اخلاص نہیں کہلاتا۔

خشیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ادب واحترام اور تعظیم محبت کے ساتھ بجالائے، اللہ تعالیٰ سے ادب واحترام کے ساتھ ڈر اور خوف رکھے۔

سانپ، بچھو اور شیر یا شیطان سے جو خوف کیا جاتا ہے یا ڈرا جاتا ہے اُسے خشیت نہیں کہتے، حاکم اور پولیس یا ڈاکو اور غنڈوں سے جو ڈرا جاتا ہے اُسے خوف کہا جاتا ہے، وہ حقیقت والا خوف نہیں، خشیت تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس سے ادب واحترام اور چاہت و تعظیم کے ساتھ ڈرا اور خوف کیا جائے۔

ماں باپ، اُستاذ اور شوہر کا ڈر، خوف اور احترام وادب میں جو اطاعت کی جاتی ہے اُس سے کسی حد تک خشیت کو سمجھا جاسکتا ہے، جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے بندہ ڈرے گا اُتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب آجائے گا، اُس کے برعکس جتنا مخلوقات سے ڈرے گا اُتنا ہی اُن سے دور بھاگے گا۔

- نماز لوگوں کو دکھانے اور نمازی کہلانے اور لوگوں کے ڈر وخوف سے نہیں پڑھیں گے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں، اللہ تعالیٰ کے واسطے، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے پڑھیں گے۔
- روزہ لوگوں کو دکھانے کے لیے نہیں رکھیں گے؛ بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں، اللہ تعالیٰ کے واسطے، اُس کے ڈر اور خوف سے رکھیں گے۔
- حج بھی لوگوں میں حاجی کہلانے کے لئے نہیں کریں گے؛ بلکہ خالص اللہ کی

محبت، اللہ کے واسطے، اللہ کے حکم کو پورا کرنے اور اللہ کے ڈر اور خوف سے کریں گے۔

- کسی سے دوستی اور دشمنی اپنے نفس کی خاطر نہیں کریں گے؛ بلکہ دوستی اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''اس شخص کا ایمان کامل ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی کرے اور اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی کرے، اللہ تعالیٰ کے لیے دے یا اللہ تعالیٰ کے لیے دینے سے روکے (اللہ تعالیٰ کے لیے دینے سے روکنے سے مراد ناچ گانا، فضول خرچی، شرک وکفر اور اسلام کے خلاف کاموں کے لیے روپیہ پیسہ نہ دے) جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔
- ماں باپ اور رشتہ داروں کی خدمت دکھاوے یا جائیداد یا نام ونمود یا مجبوری کی وجہ سے نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اللہ کے واسطے، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کریں گے۔
- علم دین کا پھیلانا یا روپے پیسے کی خیرات نام ونمود دکھاوے اور سخی یا عالم کہلانے کے لیے نہیں کریں گے؛ بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ کو خوش کرنے کے لیے کریں گے۔

لوگوں کے ڈر وخوف اور سزا کی وجہ سے جھوٹ نہیں بولیں گے: بلکہ اللہ تعالیٰ کے ڈر، خوف اور اللہ تعالیٰ کی خاطر جھوٹ نہیں بولیں گے۔

ایمان کا دوسرا بڑا تقاضا

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ (آل عمران:٣١)

اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا؛ مگر ہم رسول کو مان کر یہود ونصاریٰ کی اتباع کرتے ہیں؛ اس لیے کہ ہمیں اللہ سے جیسی محبت ہونی چاہیے ویسی نہیں ہے۔ رسول اللہ کا طریقہ اللہ کی مرضیات ہے اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، ہر نیک کام اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق کرنا ہوگا، تب ہی وہ عملِ صالح کہلائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس

قبولیت کا درجہ پا سکتا ہے۔

- نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ادا کرنے سے قبول ہوتے ہیں، جو عبادتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر ادا کی جائیں وہ نہ عبادت کہلائے گی اور نہ قبول ہوگی؛ بلکہ رَد کردی جائے گی؛ اس کو اسلامی عبادت نہیں کہیں گے۔
- مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کمانے اور خرچ کرنے سے یہ اعمال اعمالِ صالحہ کہلائیں گے، جو مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے ہٹ کر کمایا یا خرچ کیا جائے وہ شیطانی طریقے ہوں گے، فضول خرچی ہوگی اور حرام کام ہوگا۔
- دوستی و دشمنی اور صلح و جنگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کئے جائیں تو وہ نیک عمل بنیں گے اور اس پر اجر و ثواب ملے گا، جو نفسانی خواہش یا دنیوی غرض یا اپنے جی کے طریقوں پر صلح و جنگ یا دوستی اور دشمنی ہو وہ شیطانی طریقے ہوں گے۔
- کھانا کھانے، پانی پینے یا کپڑے پہننے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے تو یہ تمام اعمال سنت اور اعمالِ صالح کہلائیں گے اور اس پر اجر و ثواب ملے گا اور اگر یہ اعمال یہود و نصاریٰ اور شیطانی طریقوں پر ادا کئے جائیں تو یہود و نصاریٰ کی اتباع ہوگی اور گناہ میں شمار ہوں گے۔
- ملاقات میں یہود و نصاری کی طرح ملاقات نہیں کریں گے؛ بلکہ مسلمان سلام و ملاقات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر ادا کر کے ثواب حاصل کرے گا اور اس کا سلام دُعا بنے گا؛ ورنہ غیروں کے طریقوں پر سلام کرنے سے کوئی ثواب بھی نہیں ملے گا اور نہ وہ دُعا بنے گا۔
- پیشاب پاخانہ، نہانا اور وضو وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے مطابق کرنا سنت کہلائے گا اور ثواب ملے گا؛ ورنہ غیر اسلامی طریقوں پر ان حاجتوں کو پورا کرنا گناہ بن جائے گا، مثلاً بعض لوگ کھلے میدان میں باریک کپڑا باندھ کر نہاتے ہیں جس سے پورا جسم اندر سے نظر آتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان واطاعت معتبر نہیں

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی بھی نبی یا رسول کو اس لیے نہیں بھیجا کہ لوگ اُسے اوپری دل سے صرف زبانی مان لیں یا صرف زبانی محبت کا دعویٰ کریں اور پورے کام اس کی نافرمانی اور بغاوت میں کریں، نام تو پیغمبر کا لیتے رہیں؛ مگر پیغمبر کے طریقوں سے محبت نہ کر کے غیروں کی تقلید میں اعمال کریں؛ بلکہ نبی یا رسول کو بھیجا ہی اس لیے جاتا ہے کہ لوگ اس کو مان کر اس کی اتباع میں زندگی گذاریں؛ پھر اس اتباع واطاعت میں شرط لازم یہ بھی ہے کہ یہ اتباع واطاعت زبردستی یا تنگ دلی کے ساتھ نہ کی جائے؛ بلکہ خوشی خوشی محبت کے ساتھ کی جائے، دل میں شک وشبہ یا شکوہ وشکایت ذرہ برابر بھی نہ ہو اور زبردستی کی اطاعت نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان ومال اور اہل وعیال سے زیادہ محبت کرنے والے بنیں، تب ہی ایمان کامل ہوگا، جس ایمان میں نبی اور رسول سے محبت نہیں وہ ایمان ایمان نہیں۔

پیارے بچو! ہم صحیح معنی میں مؤمن اُسی وقت بن سکتے ہیں جب تک کہ ہم اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان، مال اور تمام چیزوں سے زیادہ محبوب نہ بنالیں، اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ محبت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہیے، صرف زبان سے محبت کا دعویٰ کر کے اور عمل سے جان بوجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں تو اس کا نام نہ محبت ہے اور نہ ہی وفاداری؛ بلکہ ایسے انسان کو منافق، فاسق وفاجر کہیں گے (مثال رہبری کے لیے ہے، برابری کے لیے نہیں)۔

مثلاً کوئی لڑکا یہ دعویٰ کرے کہ فلاں شخص میرا باپ ہے اور میں اس سے بے انتہا محبت کرتا ہوں، اب اگر اس کا باپ اس کو یہ حکم دے کہ فلاں شخص گندہ اور گمراہ ہے، تمہارا دشمن ہے، اس کے طریقوں پر زندگی نہ گذارو، اس سے دور رہو، اب لڑکا سب کچھ سننے کے بعد اُسی انسان کو پسند کرے اور اس کے طریقوں پر زندگی گذارے اور اُسی کے طور

طریقے کو اچھا سمجھے اور باپ کے طریقوں کے خلاف چلے اور باپ کا کہنا نہ مانے تو کیا یہ باپ سے محبت کا دعویٰ صحیح ہوگا؟ یہ تو زبانی اور جھوٹا دعویٰ کہلائے گا، صحیح دعویٰ تو یہ ہوگا کہ لڑکا اپنے والد کے حکم پر عمل کرے، بس اِسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم رسول اللہؐ کو اپنا پیغمبر اور رسول مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مانیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طریقوں سے محبت کریں، اطاعت کرنے ہی سے محبت کا اظہار ہوگا، صرف زبان سے دعویٰ کر کے اطاعت نہ کرنا، محبت کے نہ ہونے کی کھلی دلیل ہے، محبت ہو تو اطاعت ہوتی ہے، انسان کی نجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر زندگی گذارنے سے ہوگی۔

یاد رکھو! محبت کوئی ایسی چیز نہیں جس کو صرف زبان سے ہی ظاہر کیا جائے؛ بلکہ محبت دراصل دل کے جذبہ کا نام ہے اور حقیقت میں جب محبت ہو جاتی ہے تو پھر وہ چھپائے نہیں چھپتی، دبائے نہیں دبتی، بول چال، حرکتوں، خیالات اور اعمال سے ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے، ایک مسلمان کو اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت ہوتی ہے؛ اِسی محبت کی وجہ سے وہ زندگی کے ہر شعبے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اطاعت ہی نہیں؛ بلکہ اتباع کرتا ہے۔

اتباع: کے معنی ہیں پیچھے پیچھے چلنا، قدم بہ قدم چلنا، نقشِ قدم پر چلنا، محبت اور اتباع دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اُتنی ہی اتباع بڑھتی جائے گی اور جتنی زیادہ اتباع ہوگی اتنی محبت بھی بڑھتی جائے گی۔

پیارے بچو! یہ بھی یاد رکھو! کہ اللہ تعالیٰ سے خوب محبت کرنا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہوگی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوب محبت کرے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی دراصل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔

اس کی تفصیل کو جاننے کے لیے ہماری کتاب ''کلمہ طیبہ کو سمجھانے کا طریقہ'' کے دوسرے حصہ کو دیکھئے۔

شرک کی تفصیل ذہن میں بٹھانے والے سوالات

اگر کوئی حکومت اللہ کے قانون کی جگہ سود کو جائز کردے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی اللہ کے ساتھ ساتھ کئی خدا مانے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی اللہ کو ہر جگہ دیکھنے سننے والا سمجھے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی قبروں کو اور جھنڈوں کو سجدہ کرے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی علموں سے منت مانگے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی مرنے والے انسانوں کو یا کہہ کر پکارے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی درگاہوں پر اولاد مانگے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی درگاہ یا قبر کا طواف کرے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی کسی کو اللہ کا اوتار مانے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی اللہ کو نور مانے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی مخلوق کو غیب کا علم رکھنے والا سمجھے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی اللہ کے قانون کے خلاف شراب کی اجازت کا قانون بنادے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی ہر چیز میں خدا یا خدا کی تجلی مانے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی باپ، دادا کی اندھی تقلید کرے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی علما کی اندھی تقلید کرے اور ان کو رب بنائے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی دل میں خدا کی خیالی فوٹو بنائے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی خدا کی خیالی تصویر، مجسمہ بنائے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی مخلوق کو مشکل کشا، حاجت روا مانے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی مخلوق کو ہر جگہ موجود سمجھے تو کونسا شرک ہے۔
اگر کوئی مخلوق کو یا علی المدد کہہ کر پکارے تو کونسا شرک ہے۔